لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحكيم)

# الہلال


تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت:
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۷ شعبان ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۴
Calcutta Wednesday, July, 22 1914.

مولائی مراکش کو فرانسیسی قنصل دنیا کا نقشہ دکھلا رہا ہے
کہ اب کس قدر حصہ اسلام کے زیر اثر باقی رہگیا ہے ؟

Telegraphic Address - "Alhilal" Calcutta
Telephone № 648
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street,
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly „ Rs 4.12

# الهلال

مقصد وحید
الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

میر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۴ | کلکته: چہار شنبه ۲۷ شعبان ۱۳۳۲ هجري | جلد ٥
Calcutta . Wednesday July, 22. 1914


## مسئلـــه قیـــام الهــــلال

اس مسئله کا اب ایک قطعي اور آخري فیصله کر هي دینا چاهیے - تذبذب میرے لیے بهي تکلیف ده هے اور احباب کرام کیلیے بهي -

اس وقت تک جسقدر خطوط اور مضامین اس مسئله کے متعلق آے هیں اور جن میں سے بہت تهوڑے خطوط شایع کیے جا سکے ' ان سب کا خلاصه مندرجۂ ذیل تجاریز هیں :

( ۱ ) الهلال هفته وار کو بند کردیا جاے اور اسکي جگهه الهلال ماهوار یا البصائر ایک ضخیم ترین ماهوار رسالے کی صورت میں شایع هو -

( ۲ ) دو هزار نئے خریداروں کے فراهم هونے کیلیے مدت بڑها دي جاے ( اسکی تعمیل کی جا چکی )

( ۳ ) لوگوں سے قیمت کے علاوه بهی مالی اعانت لی جاے ( جزاکم الله تعالی )

( ۴ ) الهلال پریس کو ایک مشترک کمپني کردیا جاے اور دس دس بیس بیس روپیه کے اسہام قرار دیے جائیں - ( اول تو الهلال جس قسم کا کام کر رها هے یه کمپني کی صورت میں ممکن نہیں - پهر میں اور لوگوں کے روپیه کا بوجهه اٹهانے کیلیے اپنے تئیں طیار بهي نہیں کرسکتا - آدمی ملینگے نہیں - پس بحالت موجوده امپنیوں کے خواب کو بهلا دینا هي بهتر هے )

( ٥ ) الهلال کي قیمت بڑها دي جاے ( یه سب کی راے هے ' لیکن غیر مستطیع خریداروں کیلیے بعض به سبب نا واقفیت مصارف ایک ارزاں ایڈیشن نکالنے کي راے دیتے هیں حالانکه محض کاغذ کے اختلاف سے مصارف میں کچهه کمي نہیں هوسکتی ' اور بعض ایک اعانتي فنڈ کهولنے کي )

( آخري فیصله )

میں نے بہت غور کیا اور تمام پہلوؤں پر نظر ڈالي - اگر الهلال کو آینده . رکها جاے تو حسب ذیل دفعات ناگزیر هیں :

( ۱ ) زمانه جانتا هے که باوجود اشد شدید نقصانات کے قیمت بڑهانے کا میں ابتدا سے سخت مخالف رها هوں - اسي لیے دو هزار نئے خریداروں کی تجویز کی گئی تهي - اسکے لیے احباب کرام نے جو مخلصانه اور بلا شائبۂ ریا و مزد خدمات انجام دیں ' انکے لیے نہایت شکر گذار هوں - لیکن تجربه سے ثابت هوا که ایک محدود زمانه اسکے لیے کافي نہیں هے - ابتک کل سات یا آٹهه سو نئے خریدار هوسکے هیں - پس اب في الحقیقت اضافۂ قیمت کے سوا چاره نہیں رها - یہی آخري تدبیر هے - میں اپنے عقیدے میں پہلي منزل طے کرچکا اور دعوۃ الهلال کا کام پورا هوگیا هے - پس مجبور نہیں هوں که مزید مالي قربانیونکا اسے مستحق سمجهوں - اگر ایسا نه هوتا میں پورے یقین کے ساتهه کہتا هوں که اسي حالت میں کئي سال تک اور ' کسی نه کسی طرح الهلال کو جاري رکهتا

بهر حال اب ناگزیر هے که آینده سے ۱۲ - روپیه سالانه قیمت قرار دي جاے - اس قیمت میں بهي الهلال اسقدر ارزاں هے که اس سے زیاده ممکن نہیں - اسي کا هم نام عربی رساله قاهره سے نکلتا هے - باوجودیکه ماهوار هے لیکن سالانه قیمت ۱۰ روپیه علاوه محصول رکهي گئي هے -

یه اضافه عارضي هوگا - یعنی صرف اس وقت تک کیلیے جب تک که الهلال کی اشاعت کافي نهو جاے - اگر اسکي اشاعت مطلوبه حد تک پہنچ گئی تو پهر بدستور ۸ - روپیه بلکه اس سے بهي کم قیمت کردي جائیگی -

( ۲ ) یه تو مالی مسئله کا حل تها ' لیکن اصلي مسئله باقي رهگیا هے - یعني دوسرے کاموں کیلیے علی الخصوص " حزب الله " کیلیے فرصت کا طالب هوں اور کسي طرح اب اپني اس طلب سے باز نہیں آسکتا -

سر دست اسکا صرف یہی علاج هے که حتی الامکان ایڈیٹوریل اسٹاف کو وسیع کرنے کي ایک اور کوشش کروں - اور ساتهه هي احباب کرام سے سال میں ایک ماه کي فرصت بهي حاصل کروں -

ایک ماه کي فرصت سے مقصود یه هے که آینده الهلال کا سا شاعت گیا . . . ۱ . . . جاے - . . ا . . جلد . .

لیــــڈي هارڈنـــگ
جنکی وفات پچهلے هفتے ایک
افسوس ناک واقعه هے -

هوجائیگی اور دسمبر میں کوئی نمبر ( بغیر اشد ضرورت یا کسی اهم مسئله کے پیش آجانے کے ) شائع نہوگا - پہلی جنوری سے نئی جلد شروع هوگی -

یه ایک مہینه میں کلکته سے باهر بسر کیا کرونگا اور الهلال کی طرف سے فارغ البال رهونگا - مصر کے بعض پرچے ایسا هي کرتے هیں - الهلال قاهره نے اپنا سال دس ماه کا رکها هے -

لیکن یه ایک ماه کي تعطیل بهي خریداران الهلال سے بالکل رائگاں نہیں مانگي جاتي - اگر الهلال کے چار پرچے انهیں نهیں ملینگے تو اسکے معارضے میں ان سے کہیں بہتر و اعلی چیزیں پیش کي جائینگي - یعنی جنوري کے پہلے هفته میں کوئی ضخیم اور مفید کتاب ( جو غالباً تفسیر القران کے مستقل اور مبسوط سلسلے کی ایک ضخیم جلد هوگي ) بلا قیمت نذر کي جائیگی - یا جنوري کا نمبر غیر معمولي ضخامت و مضامین کے ساتهه نکلیگا ' اور اس طرح ایک ماه کي کمی پوري هو جائیگي -

اخوان کرام کو اس پر بهي نظر رکهني چاهیے که اس عاجز کا اور انکا معامله کوئي تاجرانه اور دکاندارانه معامله نہیں هے که قیمت اور جنس کا سوال سامنے آے - ایک خدمت دینی هے جسمیں وه میرے معاون هیں ' اور حتی المقدور میں اسے انجام دینا چاهتا هوں - اگر ایک مہینے کی فرصت اسے چاهتا هوں تو وه بهي اپنے ذاتي آرام و آسایش کیلیے نہیں ' بلکه ویسے هی کاموں کیلیے جیسا که الهلال هے - پس اگر انهوں نے بخوشي فرصت عطا فرما دي تو یه بالکل اسي طرح کي اعانت حق و عمل هوگي ' جسطرح کي اعانت الهلال کے کام میں وه کر رهے هیں -

آرام و راحت کا سوال میرے لیے بالکل غیر موثر هے - میرا حال تو اس قیدي کي طرح هوگیا هے جو بیس سال تک قید خانے میں رها تها اور جب رها کیا گیا تو اس نے کہا که مجهے پهر قید خانے میں بهیجدو - قید کي محنت و مشقت کا اس طرح عادي هوگیا هوں که اب آزادي کی زندگي مجهے تکلیف دیتي هے -

اگر میں بیکار رهکر آرام اٹهانا چاهوں بهي ' جب بهي نهیں اٹها سکتا - اسکي بارها آزمایش کرچکا هوں جبکه ڈاکٹروں نے اپني حاکمانه نصائح کي کثرت و تواتر سے مجهے مجبور کردیا هے -

میرا آرام اور چین کام کرنے میں هے - کام سے الگ هوے میں نہیں هے - میں دن بهر مزدوروں کی طرح کاموں میں ڈوبا رهنے کا لذت شناس هوں ' اور راتوں کو سونے کي جگه چراغ کے آگے بیٹهے رهنے کا عاشق - خواه الهلال کو مرتب کروں ' خواه اور کسي شکل میں مشغول کار رهوں - لیکن هر حال میں مقصود کام هي هے - اطبا کي نصیحتوں کو بارها سن چکا هوں ' مگر کبهي بهی ان کے احکام میں جي نه لگا :

لو یسمعون کما سمعت کلامها
خروا لغرة سجداً و رکوعا !

( مشــورہ )

پس احباب کرام سے ملتجي هوں که میں نے آخري فیصلے سے پہلے مشورے کا وعده کیا تها ' چنانچه اسیکے مطابق اپنے آخري فیصله کو آج پیش کردیا هے - اگست کي پہلي تک چاهتا هوں که انقطاعي فیصله هو جاے - پس براه کرم وه ان سطور کو بغور ملاحظه فرمالیں اور مجهے اطلاع دیں که اس پر انهیں کوئي اعتراض تو نہیں هے ؟ اطلاع دینے کي آسان صورت یه هے که جن بزرگوں کو اختلاف هو ' وه اس نمبر کو ملاحظه فرماتے هي ایک کارڈ لکهکر مطلع فرمادیں - جو متفق هیں انکي خاموشي انکے اتفاق کی ترجمان هوگی - خط لکهنے کی ضرورت نہیں : وما تشاؤن الا ان یشاء الله ان الله کان علیماً حکیما -

## مسئلــهٔ اصلاح و بقــاء ندوه

اور ریاست بهوپال ' ادامهاالله بالعز و الاقبال !

اولئــک ینادون مــن مـــکان بعید ( ۴۱ : ۴۵ )

---

میرے عزیز و اعز دوست مسٹر مشیر حسین قدوائي کي ایک تحریر روزانه معاصر زمیندار میں شائع هوئي هے جسمیں انهوں نے ندوة العلماء کے مختلف عهدوں کی تاریخ بیان کي هے ' اسکے اصلي خدمت کرنے والوں کے نام گنائے هیں ' اسکے مقاصد کي تشریح کی هے ' اور اسي طرح کی بہت سي باتیں لکهي هیں - ان میں بعض باتیں مشتبه هیں ' بعض اغلاط آمیز هیں ' بعض میں بیجا حسن ظن یا سوء ظن کام کررها هے - بعض باتیں انکی دائرۂ معلومات و راے سے خارج هیں - مثلاً مسئلۂ اصلاح و تجدید ' و جمع علوم و حکمت و اعمال دینیه ' و تربیت علمي و دیني که بنیادی مقاصد ندوه هیں - اسلیے وه صحیح راے قائم کرنے سے معذور هیں -

کچهه حصه اسپر مشتمل هے که ندوه سے گورنمنٹ کی بدظني کے دور هونے اور سرکاري اعانت ملنے کا اصلي سبب خود مسٹر موصوف تهے ' چنانچه تمام واقعات کو وه بصیغۂ جمع متکلم تعبیر کرتے هیں - مثلاً "هم نے مولانا شبلي کو پیش پیش کیا" "هم نے اس وقت یہی مناسب سمجها" "هم نے یه حالت دیکهي" مجهے اسکے ماننے میں کچهه عذر نهیں ' کیونکه اس سے مسئلۂ اصلاح و بقاء ندوه پر کوئي اثر نهیں پڑتا اور جهاں تک مجهے یاد هے میں نے کبهي بهی یه نهیں لکها هے که گورنمنٹ کے تعلقات محض مولانا شبلي کی وجه سے اچهے هوے - البته میرے دوست کو یه مشکل ضرور پیش آئیگی که اس "صیغه متکلم" کے حصه دار خود ندوه کے اندر اور بهي بہت سے حضرات موجود هیں ' اور بعینه اسي طرح ' اسي بے پروائی کے ساتهه ' ایسے هی بیان واقعه کے لب و لہجے میں ' وه بهی غریب ندوه کی هر بات کو بصیغه متکلم بیان کرتے آئے هیں - میرے دوست ان لوگوں سے اپنے "جمع متکلم" کے معاملے کو صاف کرلیں - میں انهیں مطلع کیے دیتا هوں که اس مقدمے میں بڑي بڑي مشکلات پیش آئینگی -

رهي خود میري معلومات تو وه یه هے که مسٹر مشیر حسین کو واقعي ابتدا سے ندوه کے ساتهه خاص دلچسپي رهی هے اور جیسا که انکا قاعده هے برابر اسکے لیے لکهتے پڑهتے رهے هیں - اس بات کو بلا تامل مان لینا چاهیے -

انهوں نے یه بهي لکها هے که ندوه کا ابتدائي دور ایسا تها اور ویسا تها ' اور پهر جب سر انٹوني منکڈانل مخالف هو گیا تو صرف فلاں فلاں اشخاص هي اسکے "ساتهه" رهے -

یه پڑهکر مجهے اپنے عزیز دوست کی غلط فهمي پر نهایت افسوس هوا - اور بهي بعض لوگوں سے بارها ایسا سن چکا هوں - لیکن کوئي مجهے یه نهیں بتلاتا که ندوه کے ابتدائي دوروں میں سب کچهه هوا مگر "کام" کتنا هوا اور کیا هوا ؟

رها سر انٹوني میکڈانل کا دور ' تو سمجهه میں نهیں آتا که ندوه کے "ساتهه دینے" کا مطلب ان بزرگوں نے کیا سمجها هے ؟ ندوه تباه هوگیا تها - دار العلوم میں خاک اڑ رهي تهي - ایک پیسه کہیں سے آتا نه تها - تحویل کا یه حال تها که کل کا خدا حافظ - لوگ بهي چپ تهے اور بعض خود غرق - ایک متنفس بهي نه تها که اٹهے اور نڈر هو کر قوم کو متوجه کرے - جنکا تعلق ندوه سے تها وه سب کے سب خاموشي کے ساتهه اپني مجبوریوں میں پڑے تهے - اگر اسي کا نام ساتهه دینا هے تو شاید ساتهه نه دینے اور چهوڑ دینے کا مطلب میرے دوست کے ذهن میں یه هوگا که

دارالعلوم کے مکان میں آگ لگا دینے یا لکھنو سے اس کے وطن و مکان کو چھوڑ کر ھجرت کر جائے' یا ندوہ کو ایک مردہ لاش بنا کر دریا میں غرق کرڈالے؟ پھر یہ کیا عقل کی تضحیک اور سمجھہ کا تمسخر ہے جو کہ تامل کیا جا رہا ہے" اور کسی کو خیال نہیں آتا کہ دنیا کو بھی اتنا ہی عقلمند سمجھے جتنا اپنے تئیں سمجھنے کے حسن ظن میں مبتلا ہے؟

کسی کام کے مرجانے کے یہ معنی ہیں کہ اسکی ہستی کا اعتراف مفقود ہوجاے' اور زندگی کے معنی یہ ہیں کہ اسکے وجود کا احساس و اعتراف عام طور پر ہونے لگے - تمام باتیں اسی کا نتیجہ ہوتی ہیں - پس سر انٹونی کے الزام بغاوت کے بعد حالت اس درجہ افسوس ناک تھی کہ ندوہ کا وجود کالعدم ہو گیا تھا اور لوگوں نے بھی آسے اسکی قسمت پر چھوڑ دیا تھا - اسکے بعد مالی حیثیت سے سب سے پہلی اعانت ریاست بھوپال نے کی' اس کے اعلان کے ساتھہ ہی لوگوں کو معلوم ہوا کہ ندوہ پھر اٹھہ سکتا ہے اور کام کر سکتا ہے - بند ٹوٹا تو سب طرح کے اسباب جمع ہوگئے اور مالی حالت رفتہ رفتہ درست ہوگئی -

بہر حال یہ بحث فضول ہے - اس سے کوئی فائدہ نہیں - اصلی مسئلہ ندوہ کے حال و مستقبل کا ہے - اگر کچھہ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے ندوہ کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن اسکے صرف یہی معنی ہونے چاہئیں کہ وہ اب بھی اسکے خادم بنیں نہ کہ مالک' اور پرانی باتوں کو بھلا کر اصلاح کیلیے آمادہ ہوجائیں -

اصلی ضروری بات جو اس مضمون میں لکھی گئی ہے وہ ریاست بھوپال کے ماہوار عطیہ کے التوا کی شکایت ہے -

اول تو مجھے نہایت رنج کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ میرے عزیز دوست نے غالباً ناواقفیت کی وجہ سے اس واقعہ کی تعبیر بالکل غلط اور خلاف واقعہ لفظوں میں کی ہے - یعنے "التوا" کو "بندش" اور "روک دینے" سے تعبیر کیا ہے -

حالانکہ یہ بالکل غلط اور صریح اتہام ہے - نہ تو ریاست بھوپال نے "نـــدوہ کا رزق" بند کیا ہے اور نہ عطیہ کو بالکل روکدینا چاہا ہے - جو ریاست اس وقت بلا مبالغہ اپنے محاصل کا بڑا حصہ مسلمانوں کی عام خدمت دین و علم میں صرف کررہی ہو' اسکے متعلق ایسا خیال کرنا معصیت سے کم نہیں -

البتہ ریاست نے دیکھا کہ ندوۃ العلما کی حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے - قوم کا ایک بڑا حصہ اصلاح کا طالب ہے - خود ارکان ندوہ کا ایک حصہ برسوں سے اصلاح اصلاح چیخ رہا ہے اور کوئی نہیں سنتا' حتی کہ بقول خواجہ غلام صادق خاں بہادر "اصلاح کے طرف سے مایوس ہوکر لوگ بیٹھہ رہے ہیں" پس اُس نے قانون' اخلاق' اور شریعت کی تعلیمات حقہ کے ٹھیک ٹھیک مطابق' ایک سچی اور راست باز اسلامی ریاست ہونے کی حیثیت سے اپنی اعانت کو "تا اصلاح" ملتوی کردیا - اور یہ ایک ایسا اعلی و اشرف عمل اسلامی و شرعی ہے' جسکو فی الحقیقت ریاست بھوپال کا سب سے بڑا کار نامہ سمجھنا چاہیے' اور انتہائی جد و جہد کرنی چاہیے کہ تمام دیگر ریاستیں اور تمام مسلمان امرا اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں - نیز تمام قوم بھی اسکی پیروی و تقلید کیلیے اٹھہ کھڑی ہو - تاکہ افساد شکست کھاے اور اصلاح کو فتح ہو - اور تاکہ اعـانت افساد و تضعیف اصـلاح کی معصیت سے ارباب دول نجات پالیں -

میں علانیہ اعلان کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان میں جس شخص کو ریاست بھوپال کے اس اشرف و اعلی عمل شرعی و اسلامی پر اعتراض ہو' وہ بے معنی و ظاہر فریب بیانات کو چھوڑ کر دلیلوں اور احکام و حقائق کی روشنی میں آے' اور ثابت کرے کہ کس دلیل شرعی' کس دلیل اخلاقی' کس دلیل قانونی کی بنا پر ریاست بھوپال کا یہ فعل مستحسن نہیں ہے؟ اور کیوں ایک ایسے کام کی اعانت روک نہ دی جاے جسکا درست و صحیح ہونا مختلف فیہ ہوگیا ہو' اور ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی (جن میں ہر طبقہ کے معتمدین ملت شریک ہوں) دلائل و واقعات کی بنا پر آسے مفسد بتلا رہی ہو' اور جسکو ایک خود مختار اور بے قاعدہ جماعت (جو سرے سے ندوہ کی رکن و عضو ہی نہ رہی ہو) چلا رہی ہو' اور پھر سب سے اخر یہ کہ ایک عظیم الشان اجتماع اسلامی کمال صلح و صلاح اور عفو و تسامح کے ساتھہ اُس سے طالب اصلاح ہوتا ہو مگر وہ اسکی کچھہ پروا نہ کرتی ہو؟ ایک مدت' ایک دقیقہ' ایک عشر دقیقہ کیلیے بھی کیوں آسے روپیہ دیا جاے' اور کیوں تمام اعانتوں کو روک کر مجبور نہ کیا جاے کہ اصلاح کو اسکے صحیح اور حقیقی طریقوں سے وہ منظور کرے؟ یا للعجب! جس قوم کی اصلاح طلبی کی حکام ندوہ کو ذرا بھی پروا نہ ہو' وہی قوم اسکے لیے مجبور بھی کی جاے کہ ندوہ کو روپیہ دیتی رہے؟ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين! (۲: ۱۰۶)

بہت سی باتیں ہیں کہ لوگ ھاہیہ راے کرنے کیلیے کہدیتے ہیں' اور اس حد تک رہیں تو سننے میں اچھی بھی معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقت انسے اتنی ہی دور ہوتی ہے جتنی کہ ندوہ کے صدر مقام سے مستر قـدوائی کی موجودہ قیـام گاہ لندن - میرے بے خبر اور مبتلاے سوء فہم دوست نے بھی اسی طرح کی چند باتیں لکھدی ہیں اور انکو پڑھکر تعجب ہوتا ہے کہ ایک صاحب فہم و راے آدمی کیونکر ایسی باتیں لکھہ سکتا ہے؟ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ سر انٹونی میکڈانل نے ندوہ کی اعانتیں رکوادی تھیں - بیگم صاحبہ نے بھی روک دیں - گویا اِنکے خیال میں گورنمنٹ کا ندوہ کو باغی سمجھکر مخالف ہونا اور ریاست بھوپال کا بغرض اصلاح اعانت کو ملتوی کردینا دونوں ایک ہے! و يقذفون بالغيب من مكان بعيد! (۳۴ : ۵۳)

یا مثـلاً بڑے ہی سوز و گداز کے متوکلانہ و عارفانہ لہجہ میں لکھتے ہیں کہ اگر ریاست بھوپال نے اعانت بند کردی ہے تو خیر' اسلام کے کاموں کا اللہ مالک ہے!

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے دوست جنگ بلقان کے موقعہ پر اور مصائب اسلامی کے گذشتہ قریبی عہد میں اظہار عظمت اسلامی و نصرت الہی کے بہت سے موثر جملے دل سے لکھتے رہے ہیں' اور میں نے انہیں بہت پسند کیا ہے' لیکن براہ کرم انکے مواقع استعمال کے متعلق ذرا سمجھہ سے کام لیں' اور اس حقیقت کے ماننے سے انکار نہ کریں کہ ایک ہی جملہ ہر جگہ مزہ نہیں دیسکتا - کجا اصلاح کی غرض سے اعانت کا ملتوی کرنا اور کجا شان توکل و استغناء اسلامی کا اظہار! کل کو اگر ایک شخص کسی مسجد کے امام کی تنخواہ اسلیے بند کردیگا کہ وہ ٹھیک نماز نہیں پڑھاتا اور مسجد کو اس نے برباد کردیا ہے' تو غالباً میرے دوست اس پیش امام کو بھی یہی صلاح دینگے کہ تم اخبارات میں چھپوادو: "میری تنخواہ اگر بند کی گئی ہے تو بند ہوجاے' خیر' اسلام کا بھی خدا مالک ہے - وہ تنخواہ بند کردینے سے ہلاک نہیں ہو جائیگا"

## مسئلہ اسلامیہ کانپور

### مسجد مچھلی بازار

مسجد کے متنازع فیہ حصے کے نقشہ کی دو صورتیں ہیں - ایک وہ جسکے متعلق جناب مولانا عبد الباری کا بیان ہے کہ پہلے وہی صورت فیصلہ کیلیے پیش کی تھی' اور جسپر پچھلے دنوں الہلال میں کافی بحث ہو چکی ہے - یعنے اوپر چھجہ نکالکر نیچے ایک سہ درہ سا بنا دیا جائے اور مسجد کا زینہ وہیں رکھا جائے - مولانا عبد الباری صاحب کا اس سے مقصد یہ تھا کہ سیڑھی کے ہونے کی وجہ سے عام مرور کی صورت قائم نہ رہیگی - اور مقدس حصے کا یک گونہ تحفظ ہو جایگا -

بار بار وعدہ کیا گیا تھا کہ سڑک کی تعمیر کے وقت اسکا لحاظ رکھا جایگا' اور اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو خود سر علی امام اور سر بیلی قائم مقام لفٹنٹ گورنر کا وعدہ اس بارے میں بہ تصریح نقل کیا جاتا تھا -

دوسری صورت یہ ہے کہ نیچے کا تمام حصہ فٹ پاتھہ میں شامل کر دیا جائے اور زمین کی مسجد کامل طور پر شامل راہ ہو جائے -

اصولاً اس مسئلہ کا تعلق مینو سپل بورڈ سے ہے' نہ کہ حکام سے -

ہم کو نہایت صحیح اور موثق ذریعہ سے جو اطلاعات ملی ہیں انکا خلاصہ یہ ہے :

مسجد مچھلی بازار کی تولیت پہلے صرف منشی کریم احمد یا کسی اور شخص سے متعلق تھی' لیکن جب قصہ بڑھا تو اور آدمی بڑھائے گئے اور کل بارہ متولی قرار پائے - شیخ احمد اللہ اور مولوی عبد القادر صاحب سبحانی کا اسی وقت تقرر ہوا تھا -

لیکن ہز ایکسلنسی کے فیصلہ کے بعد متولیوں نے دیکھا کہ سخت کشمکش میں جان پڑ گئی ہے - ایک طرف مسلمانوں کے آگے جوابدہی ہے - دوسری طرف " حضور' فیض گنجور' غریب پرور " وغیرہ وغیرہ ہیں - کون اس مصیبت میں پڑے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ مستعفی ہونا شروع ہوگئے' اور بارہ متولیوں میں سے صرف پانچ آدمی باقی رہگئے : مولوی عبد القادر سبحانی' شیخ عبد الرحیم' منشی مجید احمد' منشی کریم احمد ( متولی قدیم و مشہور - ہداہ اللہ تعالی ) اور ایک اور صاحب -

سخت اصرار اور تعجیل اس بارے میں ہونے لگی - بالاخر مسجد اور سڑک کے تعلقات کے متعلق با قاعدہ اور بے قاعدہ جلسے شروع ہوے - مولوی عبد القادر سبحانی اور شیخ عبد الرحیم نے یہ راے دی کہ نقشہ ایسا بنایا جائے جسمیں زینہ مسجد کے مقدس حصے پر تعمیر ہو اور اسے حسب قاعدہ مینو سپل بورڈ میں پیش کیا جائے - لیکن مجید احمد سکریٹری کو اصرار تھا کہ ایک سادہ نقشہ کلکٹر صاحب کے سپرد کردینا اور انہیں کے لطف و کرم اور " غریب پروری " پر سب کچھہ چھوڑ دینا چاہیے - یقیناً یہ اس شخص کے نفس کا خود ساختہ خیال نہوگا' بلکہ اس کی طرف سے القا کیا گیا ہوگا جنسے مسلمانوں نے ہمیشہ پناہ مانگی ہے :

الذی یوسوس فی صدور الناس' من الجنۃ و الناس !

کریم احمد متولی بھی ابتدا میں اس خیال کا مخالف تھا مگر بعد کو ساتھہ ہوگیا : اولیاء بعضہم اولیاء بعض ( ۵ : ۵۴ )

۷ - جولائی کو آخری جلسہ ہوا - اس میں غالباً شیخ عبد الرحیم صاحب نے بھی راے بدلدی ( قطعی طور پر ہمیں نہیں بتلایا گیا ہے ) اور اس طرح چار ووٹوں سے ملکر " حضور' فیض گنجور' غریب پرور " کی خدمت میں پیش کرنے کیلیے سادہ نقشہ منظور کرلیا - ڈپٹی محمد علی " خان بہادر " اور عنایت حسین " خان صاحب " رہنماے طریقت ہوے' اور ۸ - کی صبح کو کلکٹر صاحب کے بنگلہ کی جبہہ سائی چاروں متولیوں کو نصیب ہوگئی :

از بخت شکر دارم و از روزگار ہم !

افسوس کہ اِن تمام نتائج کا الزام سب سے پہلے ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جنہوں نے ایک ایسے اہم معاملے کو صرف چار آدمیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا' اور ایسے آدمیوں کے ہاتھوں میں جنکا تجربہ اچھی طرح پہلے ہوچکا ہے -

ہم نے شخصی طور پر ہمیشہ کانپور سے حالات دریافت کیے مگر کبھی بھی کوئی ایسی اطلاع نہیں دی گئی جس سے معلوم ہوتا کہ بہت جلد فیصلہ ہوجانے والا ہے -

کانپور کے معززین سے کیا شکایت کی جائے کہ انہوں نے معاملہ کو کوئی با وسعت کمیٹی بنا کر اپنے ہاتھوں میں نہیں لیا' کیونکہ وہ بیچارے تو ایسے سہمے ہوے اور اپنی اپنی فکر میں پڑے ہیں کہ کوئی ذمہ داری کا کام کر ہی نہیں سکتے - البتہ تمام مسلمانان ہند کا مطالبہ اُن اصحاب سے ہے جنہوں نے اس مسئلہ میں خود پڑکر اپنی ذمہ داری پر فیصلہ کرایا تھا اور مسلمانوں کو ہمیشہ سمجھایا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس فیصلہ پر خاموش ہو رہیں - یعنی سر راجہ صاحب محمود اباد' مولانا عبد الباری فرنگی محلی' اور مسٹر مظہر الحق بیرسٹر اٹ لا -

ہم ان بزرگوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ کم از کم آیندہ کیلیے تو اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں یا ایک معتمد کمیٹی بناکر اسکے سپرد کردیں - شہداء کانپور کے پس ماندوں کی اعانت وغیرہ بھی اسی کمیٹی کے متعلق ہوجائیگی - نیز اس روپیہ کی بھی کوئی امین بنا دی جائیگی جسکا بوجھہ ابتک تنہا صرف مسٹر مظہر الحق ہی کے سر ہے - مجھے معلوم ہے کہ اگر وہ انگلستان نہ چلے گئے ہوتے تو تمام روپیے کو باسم " بیت المال ملی " ایک کمیٹی کے سپرد کر دیتے -

یہاں تک لکھہ چکے تھے کہ ایک اشتہار ملا جو الہلال کی گذشتہ تحریر کے رد میں شیخ مجید احمد نے شائع کیا ہے - اسمیں لکھا ہے کہ جو کارروائی کی گئی وہ سر راجہ صاحب' مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامرید' اور مولوی فضل الرحمن صاحب وکیل کے مشورہ سے کی گئی' اور نقشہ میونسپل بورڈ میں بھی پیش ہوگا -

ہم اشتہار دینے والوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھہ لکھا ہے' وہ ایسے موثق اور معتبر ذرائع سے معلومات حاصل کرکے لکھا ہے جس سے زیادہ قابل اعتماد ذریعہ بحالت موجودہ معاملات کانپور کیلیے نہیں ہوسکتا - جن بزرگوں کی نسبت اشتہار میں لکھا ہے کہ وہ شریک کار ہیں' جب تک انسے دریافت نہ کرلیں' کچھہ نہیں کہہ سکتے - اب ہم اس معاملہ کو آخر تک پہنچائینگے اور جو کچھہ اصلیت ہوگی بہت جلد منکشف ہوجائیگی - متولیوں کو چاہیے کہ بہت جلد اپنی کارروائیوں کی رپورٹ شائع کردیں -

آیندہ نمبر میں زیادہ تفصیل سے بحث کی جائیگی -

## ( مسٹر محمد علی کا جواب )

مسٹر محمد علی کا جواب آگیا - لکھتے ہیں کہ " مجید احمد نے اشتہار میں جو کچھہ لکھا ہے بالکل غلط اور گمراہکن ہے - کریم آیا تھا مگر ہر ایک امر میں میری راے کے خلاف کیا گیا " مفصل آئندہ -

# الهلال

۲۷ - شعبـــان ۱۳۳۲ هجري

بسلسلهٔ فاتحة السنة الثالثه


# اولیـــاء اللـه و اولیـــاء الشیطـــان

## اصحاب الجنـــة و اصحاب النـــار

### اصحاب المشئمه و اصحاب الميمنه

( بقيه - اصحاب الجنة )

گذشته مضمون کے آخر میں " اصحاب الجنه " اور " اصحاب النار " کي تقسیم کرتے ہوے سورۂ یونس کي ایک آیة درج کي تهي :

| | |
|---|---|
| الذین احسنوا ' الحسنی و زیادة ' ولا یـــرهـــق وجوهـهـــم قتـــر ولا ذله ' اولائك " اصحاب الجنة " هـم فيهـا خـالـدون - ( ۱۰ : ) | جن لوگوں نے دنیا میں اچهے اور بهلائي کے کام کیے ' انهیں ویسي هي بهلائي - اور فلاح بهي ملیگي - بلکه انکے استحقاق سے کہیں زیادہ بدله ملیگا - یهي لوگ " اصحاب الجنة " هیں جو همیشه بهشتي زندگي میں رهینگے ! |

اسکے بعد ایک دوسرے گروه کا حال بیان کیا جو اس گروہ کے مقابلے میں بالکل اسکي ضد واقع هوا هے :

| | |
|---|---|
| و الذين كسبوا السيئات ' جـــزاء سیئـــة مثلهـــا و تـــرهقهـم ذلـــه ' ما لهـم من الله من عاصم - كانما اغشيت وجوههم قطعـاً من الليـــل مظلمـــا ! اولائك " اصحاب النار " هـم فيهـا خـالـدون ! ( ۱۰ : ) | اور جن لوگوں نے برائیوں کا اکتساب کیا تو یه ظاهر هے که برائي کا نتیجه بهي ویسي هي برائي هے جیسي که کي گئي - انکے چہرے ذلت اور نامرادي کي پهٹکار سے ایسے کالے پڑ جائینگے گویا رات کي چادر ظلمت کا ایک ٹکڑه پهاڑ کر انکے چہروں پر ڈالدیا هے ! الله کے اس عذاب سے انهیں کوئي نهیں بچا سکتا - یهي لوگ " اصحاب النار " هیں جو همیشه دوزخي زندگي میں رهینگے ! " |

ان آیات کے درج کرنے سے مقصود یه تها که " اصحاب الجنة " اور " اصحاب النار " کي کهلي کهلي تقسیم کرکے انکے کاموں اور کاموں کے نتائج کو صاف صاف بتلا دیا هے - پس یه دو آیتیں میري بحث و استدلال کي اصل و اساس هیں - انسے واضح هوگیا که دونوں گروه بالمقابل اور بالضد واقع هوے هیں - ایک کیلیے کامیابي ' فتح و مراد ' اور فوز و فلاح هے اور ذلت و رسوائي سے همیشه محفوظ هے - دوسرے کے لیے شرمندگي ' خجالت ' ناکامي ' اور همیشه آگ میں سوکهي لکڑي اور خشک پتوں کی طرح جلنے کا عذاب الیم هے !

دونوں جماعتوں کي سب سے بڑي پہچان یه هے که " اصحاب الجنة " همیشه کامیاب و فتح مند هونگے اور اصحاب النار کے حصے میں همیشه عاقبت کار اور انجام امور کا خسران و نقصان آئیگا :

| | |
|---|---|
| لا یستوي اصحاب النـــار و اصحاب الجنه ' اصحاب الجـــنة هـــم الفائزون - ( ۵۹ : ۲۰ ) | اصحاب الجنة اور اصحاب النار اپنے کاموں اور انکے نتیجوں میں ایک طرح نہیں هوسکتے - اصحاب الجنة هي کامیاب هونے والے هیں ! |

موقع تفصیل کا نهیں - تقریباً ۸۰ مقامات پر " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنة " کے اعمال و علائم اور آثـــار و نتائج به تفصیل بیان کیے گئے هیں - پهر ان جماعتوں کے بهي مختلف مدارج هیں اور اسي بنا پر " اصحاب النار " کو " اصحاب الجحيم " اور " اصحاب السعير " بهي کہا گیا هے - مگر میں بحث کو طول نه دونگا -

تمام آیتوں کے جمع کرنے سے ثابت هوتا هے که وه نفوس مومنه و صالحه جو " اعتقاد حق " اور " عمل صالح " کے ساتهه متصف هیں ' اور جنهوں نے الله کے رشتے اور تعلق کے آگے تمام باطل اور خبیث قوتوں کے رشتوں کو توڑ ڈالا هے ' اور اسکي بخشی هوئی قوتوں کو اسي کے بتلائے هوئے صالح اور صحیح کاموں میں خرچ کرتے هیں ' سو ایسے تمام لوگ اصحاب الجنة میں داخل هیں : هم فيها خالدون همیشه هر طرح کی کامیابیاں اور خوبیاں انهي کیلیے هیں - لیکن جو لوگ اعتقاد حق اور عمل صالح سے محروم هیں ' اور الله کے تاج و تخت قدوس سے باغي هوئے هیں ' خواه کسي بهیس اور کیسے هی روپ میں هوں ' لیکن وه سب کے سب " اصحاب النار " میں داخل هیں - انکے تمام کاموں کیلیے آگ کی تپش اور سوختگی کے سوا اور کچهه نهیں هے - جنگل کی سوکهی لکڑي اور درختوں کے خشک پتے جس طرح بهڑکتے هوئے شعلوں میں جلتے هیں - ٹهیک ٹهیک اسی طرح وه بهی جلینگے !

( اصحاب الميمنه و اصحاب المشئمه )

پهر ایک اور تقسیم بهی هے جو ان دو جماعتوں کے متعلق قرآن حکیم میں نظر آتي هے - بعض خاص حالات و خصائص کی بنا پر انهیں " اصحاب الميمنه " اور " اصحاب المشئمه " کے ناموں سے بهی موسوم کیا گیا هے ' یعنے دهني جانب کی جماعت اور بائیں جانب کا گروه :

| | |
|---|---|
| فاصحـــاب الميمنـــه ' ما اصحاب الميمنـــه ! و اصحـــاب المشئمـــه ما اصحـــاب المشئمـــه و السابقون السابقون - اولائـــك المقـــربون - في جنـــات النعيـــم - ( ۵۲ : ۸ ) | اصحاب الميمنه ' اور اصحاب الميمنه کے مدارج کا کیا کہنا که بڑے هي عالي مرتبه هیں ! اور اصحاب المشئمه ' اور اصحاب المشئمه کي بد بختیوں کو دیکهیے که انکي کوئي حد و انتها هی نهیں ! اور پهر سابقون السابقون که درگاه الهي کے وهي مقرب بندے هیں ! |

یہاں تین جماعتوں کا ذکر کیا هے - پہلي دو جماعتیں " اصحاب الميمنه " اور " اصحاب المشئمه " هیں - اور تیسري " السابقون السابقون " - چنانچه اس سے پہلے کہدیا هے که : و كنتم ازواجا ثلاثه

" سابقون السابقون " سے وهي لوگ مراد هیں جنکي نسبت سورۂ انبیاء میں فرمایا هے : ان الذين سبقت لهم من الحسنى اولائك عنها مبعدون - لیکن اس جماعت کا حال میں

یہاں نہیں لکھونگا (۱) مقصود صرف پہلي دو جماعتیں هیں - ان جماعتوں کے اعمال و خصائص کي تشریح یہاں تو نہیں کي دی گئی - لیکن سورۂ بلد میں صاف صاف بتلا دیا ھے :

وما ادراك ما العقبة ؟ فك رقبة او اطعام في یوم ذي مسغبة ' یتیما ذا مقربة ' او مسکینا ذا متربة ' ثم کان من الذین آمنوا و تواصوا بالصبر وتواصو بالمرحمة ' اولائك " اصحـاب المیمنه " ( ۹۰ : ۱۲ )

" تم سمجھے که هم نے جو یہاں " عقبه " کا لفظ کہا ھے سو اس سے کیا مقصود ھے ؟ " عقبه " سے مراد یه ھے که انسان کي گردن کو غلامي کے پھندے سے چھڑا دینا ' بھوکوں کو کھانا کھلانا ' اور یتیم کي ( علی الخصوص جبکه اپنے قریبي لوگوں میں سے ھو ) اور محتاج و مسکین کی مدد کرنا - پس جو انسان که اپني بڑائي کا مدعی ھے' اسے چاهیے تھا که اس آزمایشي گھاٹي کي منزل سے گذرتا اور اسکے علاوہ اس جماعة سے لوگوں میں سے هوتا جو الله پر ایمان لاے هیں اور ایک دوسرے کو صبر و برداشت کي اور باهم مرحمت کي وصیت کرتے هیں - یہی لوگ " اصحاب المیمنه " هیں "

اسکے بعد دوسرے گروہ کے کاموں اور نتائج کي تعریف بیان کي :

والذین کفروا بایاتنا ' هم " اصحاب المشئمه " علیهم نار موصدہ ! ( ۹۰ : ۱۷ )

مگر جن لوگوں نے هماري نشانیوں کو ' هماري تعلیمات کو ' همارے احکام کو ' اور هماري بھیجي هوئي هدایت کو ' قول سے اور عمل سے جھٹلایا ' تو وہ لوگ " اصحاب المشئمه " هیں -

ان آیات سے پہلے انسان کي خلقت کے ضعف اور پھر نفس و هوی کي ابلیسانه گمراهي کا ذکر کرکے غافل انسانوں کو ملامت کی ھے اور کہا ھے که خدا نے انسان کے آگے هدایت و ضلالت ' دونوں راهیں کھولدي هیں - آنکھ دیکھنے ' سونچنے ' امتیاز کرنے کیلیے عقل و تمیز بھي دیدي ھے - پس باوجود اسکے یه کیسي شقاوت ھے که هدایت کي راہ چھوڑکر ضلالت کا راسته اختیار کیا جاے' اور الله کي آیات و بصائر سے بالکل آنکھیں بند کرلي جائیں ؟ اسکے بعد فرمایا ھے که اس گمراہ انسان کو دیکھو جو بڑے بڑے دعوے اور گھمنڈ کي باتیں کرتا ھے' پر آزمایش کی اس گھاٹي تک کو طے نه کرسکا ھے جو انسان کي هدایت کي پہلي منزل ھے - یہاں اصلي لفظ " عقبه " کا آیا ھے اسکے معني دشوار گذار کام یا گھاٹي کے هیں - چونکه " اصحاب المیمنه " کے کاموں میں دشوار اور مشکل امتحانات هیں اسلیے انهیں " عقـبه " ( ۲ ) کے لفظ سے تعبیر کیا ھے -

اس آیة سے معلوم هوا که " اصحاب المیمنه " کے کاموں کے دو درجے هیں - پہـلا درجه جو اس سفر میں بطور آزمایش کي ایک گھاٹي ( عقبه ) کے ھے ' وہ یه ھے که بنـدگان الهي کو غلامي و محکومي سے نکالنے کیلیے سعی کرنا ' اور انکي گردنوں کو انسانوں کے تسلط و حکومت کے بوجھه سے آزاد کرانا - نیز اپنے مال کو مسکینوں ' محتاجوں ' اور یتیموں کیلیے خرچ کرنا ' اور بھوکوں کو افلاس و فقر کے زمانے میں کھانا کھلانا ھے - جب اس منزل سے گذر جائیں تو اسکے بعد دوسري منزل آتي ھے - جسے تـواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمه سے تعبیر کیا ھے - اور یهي مقام ھے جسے سورۂ عصر میں و تواصوا بالحق و تواصو بالصبر کہا ھے - تمام وہ فضـائل و اعمـال جنکے لیے صرف قوی ' و تحمل مصالب ' و نظارۂ آلام ' و ثبات و استقامت کي ضرورت ھے ' مفهوم " صبر " میں داخل هیں - " مرحمه " سے مقصود تمام اعمال حسنه و فاضله هیں - والقصة بطولها -

" اصحاب المشئمه " ان دونوں مقاموں سے محروم هوتے هیں یہي انکي علامت ھے -

( اصحاب الیمین و اصحاب الشمال )

" اصحاب المیمنه " کو " اصحاب الیمین " بھي کہا ھے اور " اصحاب المشئمه " کو " اصحاب الشمال " کے نام سے بھي موسوم کیا ھے - دونوں کا مفهوم ایک هي ھے - چنانچه سورۂ واقعه میں اصحاب المیمنه اور اصحاب المشئمه کا ذکر آگے چلکر یوں کیا گیا :

و اصحاب الیمین ' ما اصحاب الیمین ! في سدر مخضود ' و طلح منضود ' و ظل ممدود ' و ماء مسکوب ' و فاکهة کثیرة ' لا مقطوعة ولا ممنوعه ( ۵۶ : ) که اصحاب الیمین کے لیے باغ و بہار کی دائمي خوشیاں اور نظارے هیں - جو نه تو کبھي روکے جاسکیں گے اور نه کبھي انکا سلسله توٹے گا -

پھر کہا که : اصحاب الشمال ' ما اصحاب الشمال ! في سموم و حمیم ' و ظل من یحموم ' لا بارد ولا کریم ' انهم کانوا قبل ذالك مترفین - الخ - ( ۵۶ : ) یعني اصحاب الشمال وہ هیں که انکے لیے تپش و سوزش اور کھولتے هوے پاني کي سی گرمي ھے - یه وہ لوگ هیں که پہلے بڑے آسودہ حال تھے' مگر پاداش عمل میں انکا یه حال هوگیا -

پہلی آیة میں لا مقطـوعة ولا ممنـوعه اور دوسرے میں انهم کانوا من قبل ذالك مترفین قابل غور ھے -

( دعوة الی الله و دعوة الی الشیطان )

ایک اهم موضوع بحث ان دونوں جماعتوں کے خصائص و اعمال ' آثار و نتائج' اور عوائد و عواقب کا ھے - چونکه یه دونوں جماعتیں باهم ایک دوسرے کي ضد هیں اسلیے انکے تمام کام بھي ایک دوسرے سے بالکل متضاد و مخالف واقع هوے هیں -

قـرآن حکیم نے اس کثرت سے انکے متضاد و متبـائن خصائص و اعمال کا جابجا ذکر کیا ھے که اگر ان سب کو یکجا کیا جاے تو اقلا سو آیتیں ضرور هوجائیں' اور انسان کے اعمال هدایت و ضلالت کے متعلق عجیب عجیب اسرار و معارف منکشف هوں - مگر چونکه اس مضمون میں یه تمام تذکرہ ضمناً و تبعاً ھے نه که اصلاً ' اسلیے صـرف سرسري نظـر سے کام لے رها هوں اور انهي امور کي طرف اشارہ کرتا هوں جنسے آگے چلـکر اصل موضوع کے فہم و درس میں مدد ملیگي - شایـد ایک مستـقل مضمون " اولیاء الـرحمن و اولیاء الشیطان " کے عنوان سے بسلسلۂ باب التفسیر لکھکر اپنے تمام خیالات کو بہت جلد یکجا کرسکوں -

از آنجمله ایک سب سے بڑا نمایاں اور بنیادي اختلاف جو ان دونوں جماعتوں کے کاموں میں هوتا ھے اور جسکو قرآن کریم نے انکا امتیازي نشان قرار دیا ھے ' یه ھے که یه دونوں جماعتیں دنیا کو اپنے اپنے دوستوں اور محبوبوں کی طرف بلاتی اور دعوت دیتي هیں - " اولیاء الله " الله کے دوست اور ساتھي هیں' اسلیے وہ اپني تمام قوتوں کو الله کي پکار بلند کرنے اور اسکي طرف انسانوں کو بلانے میں صرف کر دیتے هیں - پر اولیاء الشیطان قواے شیطانیه کے پجاري اور والہ و شیفته هوتے هیں' اسلیے انکا جہاد خدا کی جگه شیطان کي راہ میں هوتا ھے اور اسی کي طرف خدا کے بندوں کو دعوة دیتے اور پکارتے هیں - اولیاء الله اور اصحاب الجنة کا مقصد

( ۱ ) سورۂ واقعه کي مستقل تفسیر مرتب ھے اور متعدد اهم مطالب و مقاصد پر مشتمل - بسلسلۂ باب التفسیر شائع هوگي - نیز بصورت رساله -

دعوة خدا کي پادشاهت اور اسکا کلمۂ علیا هوتا هے ' پس وہ خدا کے حکموں کو بیان کرتے اور اسکے پاک اور مقدس اوامر کے ترجمان هوتے هیں - اولیاء الشیطان کی چیخ پکار اور جد و جہد کا مقصد شیطاني حکومت هوتا هے ' پس وہ شیطان کے احکام مفسدہ کی اشاعت کرتے اور اسکے اوامر خبیثه کے سفیر هوتے هیں - اسی لیے اولیاء الله کي دعوة دنیا کي اصلاح و فلاح اور قیام انسانیة کامله و مدنیة صحیحه کا سرچشمه هے ' اور اولیاء الشیطان کي دعوة شر و فساد ' عدوان و طغیان ' معاصي و فسوق ' اور تخریب انسانیة و مدنیة مفسده و ردیه کا منبع !

اب دیکھو که الله کے احکام کیا هیں اور شیطان کیا حکم دیتا هے ؟

الله کا حکم یه هے :

ان الـلـه یـامـر بـالعـدل والاحسان و ایتاء ذي القربی و ینهی عن الفحشاء و المنکر ( ۱۶ : ۱۵۳ )

الله حکم دیتا هے که عدل کرو اور تمام نیک باتوں اور هر طرح کی راست بازیوں کو اختیار کرو ' اور اسي طرح روکتا هے که هر طرح کے فواحش اور ظلم و معصیت سے بچو !

لیکن شیطان کا حکم اس کے بالکل متضاد و مخالف هے - چنانچه فرمایا :

لا تتبعـوا خطوات الشـیطان فـانه یـامر بالفحشاء و المنکر ( ۲۴ : ۲۱ )

شیطاني وسوسوں کي پیروي مت کرو کیونکه وہ فواحش اور ظلم و عصیان کے کرنے کا حکم دیتا هے -

پس الله کا دوست اور ولي وهي هوسکتا هے جو اسکے حکم کا پیرو اور داعي هو ' اور اسي طرح شیطان کا ولی وہ هے جو اسکے حکموں کي منادي کرے - الله کا حکم یه هے که " یـا مر بـالعدل والاحسان " اسلیے اولیاء الله کي پہچان بھي یهي هے که وہ " آمر بالمعروف و نا هي عن المنکر " هوتے هیں - کیونکه وہ الله کے دوست ' اسکے سفیر ' اور اسکي حکومت کے خلیفه هیں ' اور سفیر وهي هے جو اپنے پادشاہ کے حکموں کا ترجمان هو - یهی سبب هے که امر بالمعروف اور نهي عن المنکر پر جا بجا زور دیا گیا ' اور اسے مومنوں کے تمام اعمال حسنه کي بنیاد اور اساس بتلایا :

الذین ان مکنا هم في الارض اقـامو الصلوة و اتـوا الزکواة و امروا بـالمعروف و نهوا عـن المنکر ' و الی الـلـه عاقبـة الامـــور ( ۲۲ : ۵۴ )

" وہ مسلمان که اگر هم انھیں دنیا میں قائم کردیں تو انکا کام یه هوگا که صلواة الهي کو قائم کرینگے ' الله کي راہ میں اپنا مال خرچ کرینگے ' اور امر بالمعروف اور نهي عن المنکر انکي دعوت هوگي ' اور تمام کاموں کا انجام الله هي کے هاتھه میں هے "

[ ایک اهم آیة ]

اور یهي سبب هے که سورۂ اعراف میں جہاں یہود و نصارا کو خاص طور پر اسلام کي دعوة دي هے ' وهاں حضرة ختم المرسلین کي دعوة کے اهم اور نمایاں کام یه بتلاے هیں :

الـذین یتبعون النبـي الامي الـذي یجدو نه مکتوباً عند هـــم في التـــورات و الانجیـل : یامرهـم بالمعروف وینها هم عن المنکر ' ویحل لهم الطیبـــات ویحـــرم الخبائث ' ویضع عنهم اصرهم و الاغـلال التي کانت علیهم ' فالـذین اٰمنوا به و عزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذي انزل معـه ' فاولائـك هـــم المفلحون ( ۷ : ۱۵۶ )

وہ لوگ که انھوں نے الله کے رسول و نبي امي کي پیروي کی ' جنکي بشارت انکے پاس تورات و انجیل میں لکھی هوئی موجود هے - وہ رسول اچھے کاموں کا حکم دیتا هے اور برائیوں سے روکتا هے - پاک چیزوں کو انکے لیے حلال کرتا اور خبائث کو انپر حرام کرتا هے - اور سخت حکموں کے جو بوجھه انکے سروں پر تھے انسے رهائي بخشتا ' اور غلامی و استبداد اور تقلید اشخاص کے جو پھندے ( ۱ ) انکے گلوں میں پڑے تھے ' انسے نجات دیتا هے - پس جو لوگ اسپر ایمان لاے ' اسکی حمایت کی ' اور اسکی نصرت کي راہ میں نکلے ' اور جو نور صداقت اسکے ساتھه بھیجا گیا هے ( یعنے قرآن و اسلام ) اسکي متابعت کی ' تو یهي لوگ هیں جو هر طرح کی فلاح اور فتح و کامیابي پالیں گے "

یه آیة دربعه تمام تعلیمات اسلامیه کا ایک جامع و مانع خلاصه هے جو خود قرآن حکیم نے پیش کردیا هے - اور دین الهی و شرعه فطریه کا کوئي رکن ایسا نہیں هے جو اس کے اندر بیان نه کردیا گیا هو - اسمیں داعي اسلام کا اولین کام امر بالمعروف و نهي عن المنکر فرمایا کیونکه اسکي دعوة الله کی طرف هے اور الله کا حکم یهی هے -

[ امر بالمنکر ]

لیکن شیطان ایک قوة خبیثه هے جو سعادت عالم کي دشمن اور هدایت انساني کو روکنے والي هے - پس وہ اپنے گھرانے کو اور اپنی نسل کے چالوں کو حکم دیتي هے که اولیاء الله کي منادي کي مخالفت کریں اور عدل و احسان کي جگه ظلم و عدوان کی طرف لوگوں کو بلائیں : فانه یامر بالفحشاء والمنکر - اسلیے جو لوگ شیطاني حکموں کے سامنے گر جاتے هیں اور الله کو چھوڑ کر اسکي سفارت و خلافت اختیار کر لیتے هیں ' انکا کام امر بالمعروف کي جگه امر بالمنکر اور نهي عن المنکر کی جگه امر بالمنکر هوتا هے - یعنے اولیاء الله تو نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے هیں ' لیکن وہ برائیوں کا حکم دیتے اور نیکیوں سے روکتے هیں - قرآن کریم نے صاف صاف لفظوں میں اسکي تصریح کر دي هے :

المنافقون و المنافقات بعضهم من بعض : یامرون بالمنکر و ینهون عـــن المعـروف و یقبضـــون ایدیهـم ' نسـو الـلـه فنسیهم ' ان المنـافقین هم الفاسقون - ( ۹ : ۶۸ )

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک هي قسم کي هیں - برائي کا حکم دیں ' نیکیوں سے روکیں ' اور الله کی راہ میں خرچ کرنے کا وقت آے تو مٹھیاں بھینچ لیں - حقیقت یه هے که انھوں نے الله کو بھلایا - نتیجه یه نکلا که الله نے بھي اُنھیں بھلا دیا - کچھه شک نہیں که یه منافق هي هیں جو سخت فاسق هیں !

حالانکه مومنوں کا حال یه هے :

والمومنـون والمومنـات بعضهـم اولیـاء بعض : یامـرون بـالمعـروف و ینهـون عـن المنکـر و یقیمون الصلواة و یوتون الزکواة و یطیعون الله و رسوله - اولائک سیرحمهم الله - ان الله عزیز حکیم -

برخلاف منافقوں کے مومن مرد اور مومن عورتوں کا حال یه هے که نیک کاموں میں ایک کا ساتھي ایک هے - نیکي کا حکم دیتے هیں ' برائي سے روکتے هیں ' صلوة الهي کو قائم کرتے هیں ' الله کي راہ میں مال خرچ کرتے هیں ' غرضکه الله اور اسکے رسول کے حکم پر چلتے هیں - یهي لوگ هیں که انپر عنقریب الله رحم کریگا - کچھه شک نہیں که الله عزیز و حلیم هے -

پہلي آیة میں " منافق " کا لفظ فرمایا - نفاق ایمان کے مقابلے میں اور کفر اسلام کے مقابلے میں قرآن کی اصطلاح هے - پس یه اُن لوگوں کا حال هے جو مومنوں کے ضد و مخالف هیں ' اور مومنوں کا دوسرا نام " اولیاء الله " هے -

فرمایا کہ " نسو الله فنسیهم " انھوں نے الله کو بھلادیا هے اسلیے وہ بھی بھلا دیے گئے -

( نسیان ذکر الہی )

الله اور اسکے ذکر کو بھلانا ایک حقیقی شیطانی عمل ہے - چنانچہ قرآن حکیم میں نسیان و ذہول کو شیطان کی طرف نسبت دی ہے - حضرة موسی علیہ السلام اپنے بعض معلم کی تلاش میں جب نکلے اور دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر مچھلی بھول آے تو انکے ساتھی نے کہا : وما انسانیه الا الشیطان ( ۱۸ : ۶۴ ) شیطان نے مجھپر نسیان طاری کردیا - حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے قید خانے کے ساتھی سے کہا تھا کہ " اذکرنی عند ربک " عزیز مصر سے میرا ذکر کردینا - اگر وہ عزیز مصر سے ذکر کردیتا تو عجب نہیں کہ حضرة یوسف کو جلد رہائی ملجاتی - لیکن شیطان نے بھلا دیا اور اسے یاد نہ رہا : فانساه الشیطان ذکر ربه فلبث فی السجن بضع سنین ( ۱۲ : ۴۲ ) شیطان نے اسپر نسیان طاری کردیا اور وہ اپنے آقا سے حضرة یوسف کا تذکرہ کرنا بھول گیا -

اسی طرح سورہ انعام میں فرمایا : و اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ( ۶ : ۶۴ )

اصل یہ ہے کہ نیکی کا سرچشمہ الله کی یاد اور اسکا ذکر ہے قوة شیطانی اس ذکر کو بھلا دیتی ہے اور ہر کام جو نیک اور صالح ہوتا ہے اسکے لیے نسیان و ذہول طاری ہوجاتا ہے - گذشتہ صحبت میں " حزب الشیطان " کا ذکر آچکا ہے جو اولیاء الشیطان کی جماعت کا نام ہے - اسکا ذکر کرتے ہوے خدا نے فرمایا کہ " استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله - اولائک حزب الشیطان - ( شیطان انپر مسلط ہوگیا ہے - پس انہوں نے خدا کے ذکر کو بھلا دیا ہے - یہی لوگ حزب الشیطان ہیں ) - آیة بالا میں بھی " نسیان شیطانی " کا ذکر کیا ہے اور اس آیة میں بھی حزب الشیطان کیلیے " نسیان ذکر " کی طرف اشارہ کیا ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ جن منافقین و منافقات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے' وہ وہی حزب الشیطان ہے : اولائک هم الخاسرون !

( عود الی المقصود )

غرضکہ اولیاء الشیطان اور حزب ابلیسی کا کام دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ امر بالمعروف والعدل کے مقابلے میں امر بالمنکر و الاعدان کریں اور نہی عن المنکر کی جگہ امر بالمنکر کیلیے پکاریں :

هل یستوی هو ومن یامر بالعدل وهو علی صراط مستقیم ؟ ( ۱۶ : ۷۶ )

( پھر ) کیا ایسا شخص اور وہ مومن مخلص اپنے کاموں میں برابر ہوسکتے ہیں جو دنیا کو عدل کا حکم دیتا ہے اور خود بھی صراط مستقیم پر چل رہا ہے ؟

اور چونکہ دونوں جماعتوں کی تعلیم اور دعوة ایک دوسرے کی ضد اور مخالفت میں ہوتی ہے' پس ہر اعلان صداقت و دعوہ الی الله کے موقعہ پر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوجاتی ہیں - ایک صف کے ہاتھ میں امر بالعدل و المعروف کا علم صلح و اصلاح ہوتا ہے - دوسری صف کے ہاتھ میں فساد اور فواحش و منکرات کا جھنڈا لہراتا ہے - ایک سے امر بالمعروف و دعوہ الی الله کی صدا اٹھتی ہے دوسرے سے امر بالمنکر و دعوہ الی الشیطان کی منادی بلند ہوتی ہے - ایک الله کی راہ میں اپنا خون بہاتا اور حق کیلیے جہاد کرتا ہے - دوسرا شیطان کی راہ میں لڑتا اور ظلم کیلیے قتال کرتا ہے :

الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل الله ' و الذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت ( ۴ : ۷۵ )

مومن الله کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور منکرین حق شیطان اور اسکے حلفا و مددگاروں کی راہ میں -

پس مومن اور الله کا ولی وہی ہے جو شیطان کے ولیوں کو قتل کرے' اور انکے فساد و طغیان سے ارض الہی کو پاک کردے ' چنانچہ اسکے لیے بھی الله اور خدا نے حکم دیا ہے :

فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا ( ۴ : ۷۵ )

شیطان کے دوستوں اور پجاریوں کو قتل کرو - شیطان کے مکر و فساد بظاہر کتنے ہی قوی اور مہیب نظر آئیں لیکن الله کے ولیوں کے سامنے بالکل ہی ضعیف و بے طاقت ہیں !

اور ایسا کرنا قتل و خونریزی نہیں بلکہ عین صلح و اصلاح اور امن و نظام ہے - کیونکہ فساد و ظلم کے روکنے کیلیے جو شخص خون بہاتا ہے ' وہ دنیا کا حقیقی مصلح اور محسن ہے - کیونکہ اس نے ایک جماعت کا خون بہا کر تمام عالم کو زندگی بخشدی - اور جو شخص ظلم و فساد کو زندگی بخشتا ہے وہی دنیا کا دشمن اور انسانیت کا عدو ہے' کیونکہ چند انسانوں کی خاطر تمام انسانوں سے دشمنی کررہا ہے :

و لکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب ! ( ۲ : ۱۷۹ )

اور قتل کے بدلے قتل کرنے میں اے صاحبان عقل' تمہارے لیے زندگی ہے - کیونکہ ایک کو قتل کرکے اسکے شر و ظلم سے تم نے تمام دنیا کو نجات دلادی !

نیز فرمایا کہ :

و قاتلوهم حتی لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله ( ۸ : ۳۹ )

اور اولیاء الشیطان کو قتل کرو یہاں تک کہ دنیا میں فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین صرف الله ہی کا قائم ہو جاے -

اولیاء الشیطان کا بھی کام یہی ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و معروف کا وعظ کرتے اور اسکی منادی بلند کرتے ہیں :

و یقتلون الذین یامرون بالقسط ( ۳ : ۲۱ ) یعنی وہ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں - پس ضرور ہے کہ داعیان حق و عدل کے ہاتھوں کو بھی قتل کیلیے اٹھائیں :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم ! ( ۲ : ۱۹۴ )

جو تم پر زیادتی کرے' تم بھی اسی طرح اسکی برابر زیادتی کروتا کہ ظالم و عدوان الله کے بندوں کو نیست و نابود نہ کردے -

( اولیاء الله سے مقصود )

لیکن واضح رہے کہ " اولیاء الله " سے قرآن کریم کا مقصود کوئی خاص و مخصوص جماعت " اولیاء الله " کی نہیں ہے' بلکہ ہر مومن [illegible] سیطانی کوں سے اپنے تئیں الگ کرلیا ہے اور الله [illegible] رسول کے احکام کی اطاعت کرتا ہے ' وہ الله کے اولیاء اور [illegible] میں شامل [illegible] ایسے ہی لوگوں کا ان آیتوں میں [illegible] ہے

[illegible] الله کے [illegible] خاص خاص حالات ضرور [illegible] صداقت کا پتہ چلتا ہے جو ایمان الہی اور دعوت الی الله کے انتہائی مراتب ہیں - احادیث صحیحہ علی الخصوص صحیح بخاری [illegible] " صدیقیت " کی [illegible] طرف اشارہ کیا گیا ہے [illegible] [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] لیکن اسکی تشریح کا یہاں موقعہ نہیں [illegible] آیة شریفہ [illegible] و من یطع الله و الرسول فاولائک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین - وحسن اولائک رفیقا

# مدارس اسلامیہ

## باز گو از نجد و از یاران نجد

### دستور العمل ندوۃ العلما کی بے نتیجہ ترمیم

عام راے کے اظہار اور اصلاح ندوہ کا اصلی وقت

حضرات ندوہ کی جانب سے ایک دستور العمل اخبارات میں بعرض حصول آرا شائع کیا گیا ہے - برسوں سے ندوۃ العلما کی منتظمہ کمیٹی ترمیم ترمیم کہہ رہی تھی - خدا خدا کرکے اب کہیں اس نے مسودہ کی تصنیف سے فراغت پالی - اگر ندوہ کوئی ضروری شے ہے اور اگر اسے زندہ رہنا چاہیے تو فی الحقیقت اصلی نقطۂ کار یہی ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے - یعنے مسئلۂ اصلاح دستور العمل و مسئلہ نظام و قواعد -

لیکن قبل اسکے کہ دستور العمل پر نظر ڈالی جاے ' ایک مرتبہ اُن مفاسد کو مجملاً دھرا لینا چاہیے جنکی اصلاح مطلوب ہے اور جنکے دفع کرنے کیلیے نیا دستور العمل بنایا جا رہا ہے - جب تک لوگوں کے سامنے وہ امور صاف صاف طور پر نہ آجائینگے ' وہ دستور العمل کے متعلق کوئی صحیح راے قائم نہیں کرسکتے -

( مفاسد کار )

ندوہ کے مفاسد اصولاً دو قسموں میں بیان کیے جاسکتے ہیں :

( ۱ ) دستور العمل اور قانون اساسی ( کانستی ٹیوشن ) کا اصول قوانین عامہ مجالس کے لحاظ سے انتہائی حدتک بے قاعدہ ' بے اصول ' غیر منظم ' اور یکسر مستبدانہ ہونا ' جو ایک لمحہ کیلیے بھی کسی جماعتی اور اسلامی و شرعی کام کا دستور العمل نہیں ہوسکتا - اسکی اکثر دفعات شریعۃ حقہ اسلامیہ کی صریح مخالف ہیں - کیونکہ اصول مقدس شوری امۃ کو ( کہ بغیر اسکے کوئی جماعتی کام اسلامی نہیں ہوسکتا ) بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے -

مثلاً دستور العمل میں ایک مجلس علاوہ مجلس انتظامیہ کے " مجلس خاص " کے نام سے بڑھائی گئی ' اور کانستی ٹیوشن کا تغیر و تبدل ' منیجنگ ممبروں کا انتخاب ' صیغۂ مال کے حسابات کی جانچ ' اور اسی طرح کے تمام اہم اور بنیادی امور اسکے ہاتھہ میں دیدیے گئے - لیکن اسکے نظام کا یہ حال ہے کہ کوئی وقت اور کوئی زمانہ معین اسکے لیے ضروری نہیں " حسب تحریک ارکان یا ناظم یا نائب ناظم جب ضرورت پیش آے منعقد ہوسکتا ہے " ( دفعہ ۲۸ )

اس عجیب الخواص " مجلس خاص " کے قائم کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ندوہ کی تمام ہستی بیکار ہوگئی - نہ تو ارکان انتظامی کچھہ چیز رہے - نہ شوری و اکثریت کی کوئی حقیقت باقی رہی - جب ناظم یا نائب ناظم چاہے ' چند آدمیوں کو اکٹھا کرکے اپنے حسب منشا نئے ممبر بنا لے ' یا قواعد منسوخ کرڈالے ' یا حسابات کے متعلق موافق و مخالف رزلیوشن پاس کرلے - چنانچہ بارہا ایسا ہی ہوا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ندوہ چند اشخاص کے زیر تسلط آگیا ہے - جب چاہتے ہیں مجلس خاص منعقد کرکے بغیر اطلاع ممبران انتظامیہ و حصول راے ' پندرہ پندرہ شخص ممبر بنا لیتے ہیں ' تاکہ اپنے مذاق کی اکثریت پیدا کرکے مخالف کو شکست دیدیں -

جمہوری اور جماعتی کاموں کا کبھی بھی یہ منشا نہیں ہوا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے کل افراد قوم کو کسی کام میں شریک کرلیا جائے - عملاً بھی یہ ناممکن ہے - جمہوریت اور شوری سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ حتی الامکان ایسے قوانین وضع کیے جائیں جنکی وجہ سے کسی ایک شخص یا چند آدمیوں کو تسلط و تغلب کا موقع نہ ملے ' اور راے زیادہ سے زیادہ ممکن الاجتماع افراد میں بٹ جاے - ان افراد میں پہلا گروہ وہ ہوتا ہے جو شریک کار ہوتا ہے - دوسرا وہ وسیع تر گروہ جو پہلے گروہ کو منتخب کرتا ہے - اس طرح معاملہ بہت سے آدمیوں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے ' شخصیت انہی میں گم ہوجاتی ہے ' اور علی سبیل الاستبدال تمام افراد قوم و جماعت اسمیں شریک ہوجاتے ہیں یا ہوسکتے ہیں -

یہی معنی اصول شوری اور اجتماع حل و عقد کے ہیں اور اسی اصول پر آج تمام دنیا کے مشترکہ اور مجلسی کام ہورہے ہیں - کوئی چھوٹی سے چھوٹی مجلس بھی ایسی بمشکل ملیگی جو اپنے تئیں " شخص " کی جگہ " مجلس " کہتی ہو ' اور پھر " مجلس خاص " کی طرح ایک خود مختارانہ کمیٹی بھی اس نے بنا لی ہو -

یا مثلاً سکریٹری کی معزولی کا حق عام مسلمانوں کی جگہ ایک خود ساز جماعت انتظامیہ کے ہاتھہ میں دیدینا جو مسلمانوں کا حق دینی و شرعی ہے - اور جبکہ وہ خلیفۂ وقت کو معزول کرسکتے ہیں تو کسی انجمن کے سکریٹری کو بھی معزول کرسکتے ہیں بشرطیکہ شرائط عزل بیان کردیں - ندوہ کا اصلی دستور العمل جسپر سالہا سال تک عمل ہوتا رہا ' اسمیں بھی حق عزل جلسۂ عام کو دیا گیا تھا - جلسۂ عام میں ہر شخص شریک ہوسکتا ہے ' اور اضافی کثرت و عمومیت اسے حاصل ہوتی ہے ' اسلیے اطلاق عام راے کا اسی پر کیا جائیگا -

یا مثلاً منیجنگ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب عام ممبروں کی راے لیکر ہونا چاہیے - جو لوگ کسی مجلس کی تمام ہستی اپنے دست اقتدار میں لیتے ہیں ' قانوناً و شرعاً و اخلاقاً ' انہیں مسلمانوں کے وسیع گروہ کی جانب ہی سے منتخب ہونا چاہیے - اسمیں مصلحت یہ ہے کہ خاص خاص شخصوں اور معدود جماعتوں کو اپنا غلبہ پیدا کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہر شخص اپنے تئیں منتخب کراکے ندوہ کے کام میں حصہ لے سکے - قدیم دستور العمل میں ایسا ہی تھا لیکن نئے دستور العمل سے یہ دفعہ نکال دی گئی -

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جلسۂ انتظامیہ کوئی شے نہ رہا - اسکو " جلسہ " کہنا مجلسی و مشترکہ کاموں کی حقیقت کو مشتبہ کرنا ہے - وہ چند آدمیوں کی ایک بے قاعدہ بھیڑ ہوگئی جسے آپس کے مبادلۂ انتخاب سے اکٹھا کرلیا گیا ہے - جن مسلمانوں کی جانب سے نیابت کا اُسے دعوا ہوتا ہے ' انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ کون ہمارا مختار کل ہوا ہے ؟ کب ہوا ہے ؟ اور کب اسکے پنجے سے چھٹکارا نصیب ہوگا ؟

یا مثلاً ندوہ کسی خاص صوبے یا شہر کی مخصوص انجمن نہ تھی - تمام مسلمانان ہند کیلیے کام کرنا چاہتی تھی ' پس ضرور تھا کہ تمام صوبوں سے اسمیں ممبر لیے جاتے اور اس طرح صحیح انتخابی اصول کی تعمیل کے ساتھہ عام دلچسپی اور واقفیت بھی مسلمانوں کو ہوتی ' مگر اسکا کچھہ لحاظ نہیں رکھا گیا اور تمام کاموں کو صرف چند ہاتھوں کے ذریعہ انجام دینے کی باسم مجالس ایک نئی مثال مشئوم قائم کی گئی -

غرضکہ اسی طرح کے مفاسد سے موجودہ دستور العمل لبریز ہے ' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جب تک یہ پتھر راہ سے نہ ہٹے ' کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی - یہی ندوہ کی ریڑھہ کا اصلی مرض ہے - اسی نے اُسے تمام مقاصد دینی و تعلیمی کے حصول سے یک لخت محروم کردیا ہے اور کام ہو نہیں سکتا - خواہ انسانوں کی جگہ آسمان سے فرشتے بھی اتر آئیں لیکن ایسے دستور العملوں کی موجودگی میں وہ کچھہ نہ کرسکینگے -

طبیعۃ کی اگر کسی شے کی مفسد ہو تو وہ اپنے تئیں کبھی بھی صالح نہیں بنا سکتی - انجمنوں کیلیے انکا کانستی ٹیوشن بمنزلۂ طبیعہ و فطرۃ کے ہے جب یہ قائم ہوگئے تو پھر جبلت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - پس سب سے پہلا سوال بنیاد کا ہے نہ کہ در و دیوار کا -

(۲) دوسرا سر چشمۂ مفاسد ایسی طبائع کا سوال ہے جو قواعد کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں' اور یہ مرض پہلے سے بھی زیادہ مہلک ہے - کیونکہ صحیح و صالح کاموں کیلیے جس درجہ صحیح و صالح قانون کی ضرورت ہے' اتنی ہی ایسے صالح و صحیح العمل لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو قانون کی پابندی کریں اور انکا دماغ اسی با قاعدہ کام کے کرنے سے انکار نہ کرے - اگر ایسا نہ ہو تو پھر قانون بیکار ہے اور قواعد کی حقیقت محض بے سود - آپ بہتر سے بہتر قانون بناکر کاغذ پر لکھہ لیں' لیکن وہ صرف کاغذ ہی تک رهیگا اگر اسپر عمل نہ کیا گیا - یہی نکتہ ہے جسکی طرف قرآن حکیم نے اشارہ کیا جبکہ آغاز قرآن میں فرمایا:

ذالک الکتاب لاریب فیہ ' ہدی للمتقین - الخ (۲ : ۲) قرآن کریم بلا شک و شبہہ خدا کی کتاب ہے- اُن لوگوں کو ہدایت بخشنے والی ہے جو متقی ہیں اور احکام الہیہ پر عمل کرتے ہیں - مثلاً ایمان بالغیب و قیام صلواۃ و ایتاء زکواۃ -

فرمایا کہ قرآن " ہدی للمتقین " ہے - متقی روحوں کو ہدایت دینے والا ہے - یہ نہیں فرمایا کہ " ہدی للمضلین و الکافرین " ہے - یعنے گمراہوں اور کافروں کو ہدایت دینے والا ہے حالانکہ ہدایت کی ضرورت تو گمراہوں کو ہوتی ہے نہ کہ انکو جو متقی ہیں ؟ نسخہ بیمار کو چاہیے نہ کہ تندرست کو ؟

لیکن حقیقت اسکی یہی ہے کہ کتاب الہی ایک قانون ہے - قانون اُسی کام کو درست کرسکتا ہے جو قانون کے مطابق کیا جاے اور اسکی تعلیمات عمل و نفاذ میں آئیں - لیکن اگر ایک شخص قانون کی پروا نہیں کرتا اور اسپر عمل کرنے کیلیے طیار نہیں تو ایسے شخص کیلیے وہ قانون اُسی طرح بیکار ہے جیسا اُس بیمار کیلیے دوا جو طبیب سے نسخہ لیکر آے استعمال نہیں کرتا ' اور ہوے طریقہ کے مطابق پرہیز کرنے کیلیے مستعد نہیں -

متقی وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے جو اللہ کے احکام کو مانتا اور اسپر عمل کرتا ہے - پس فرمایا کہ قرآن کے قانون الہی اور نسخۂ شفا ہونے میں تو کوئی شک نہیں - البتہ یہ قانون اسی کیلیے قانون ہے جو اسپر عمل کرے ' اور یہ نسخہ اسی کیلیے وسیلۂ شفا ہے جو اسے استعمال کرے : یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجہم من الظلمات الی النور و یہدیہم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

ورنہ اکثر اوقات تو گمراہوں کیلیے قانون کی موجودگی اور زیادہ موجب گمراہی ہوجاتی ہے - کیونکہ قانون سے انہیں عناد ہوجاتا ہے' اور اور زیادہ اسکی مخالفت کرنا چاہتے ہیں : یضل بہ کثیراً و یہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین ! (۲ : ۲۶)

پس ندوہ کے موجودہ مفاسد میں اعتقاد اور عمل ' قول و فعل' قلب و اعضاء ' قانون و نفاذ ' دونوں قسم کے مفاسد موجود ہیں - اسکا دل اور جسم دونوں بیمار ہیں - اول تو اسکے پاس کوئی صحیح قانون ہی نہیں ہے جو بمنزلۂ اعتقاد کے ہے اور جسپر اعضا و جوارح کے تمام اعمال مرتب ہوتے ہیں - پھر جیسا کچھہ بھی ناقص و بے قاعدہ قانون موجود ہے' ستم پر ستم یہ کہ اسپر بھی عمل نہیں ہوتا - و للہ در من قال :

وہ ہو تو اسکو ہم سمجھیں لگاؤ<br>
کو نہ ہو کچھہ بھی تو دھوکا کھائیں کیا ؟

پس اسکی بیماری نہ صرف قانون کی ہے ' بلکہ قانون کے عمل و نفاذ کی بھی ہے - اگر ہم دیکھتے کہ جیسا کچھہ بھی قانون موجود ہے' اسکے مطابق ندوہ میں کام ہو رہا ہے تو ہمارا ماتم صرف اسی قدر ہوتا کہ قانون کی ترمیم یا تجدید کردیں - ایک بہتر قانون بنا دیں یا خود اچھے لوگوں سے بنوا کر ندوہ کے سپرد کردیں اور پھر فارغ البال ہوکر بیٹھہ رہیں - لیکن بلا شدید سے اشد ہے' اور مصیبت وسیع سے وسیع تر - دستور العمل کی درستگی کے بعد نفاذ و عمل کا مسئلہ سامنے آتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف فروعات و جزئیات ہی میں بلکہ یکسر بنیادی اور اساسی امور میں ندوہ کا مسلمہ دستور العمل بالکل بے اثر اور قطعاً بیکار ہے - کبھی بھی اسکی پروا نہ ہوئی کہ اقلاً اسکی موٹی موٹی دفعات اور اصولی نظم و قواعد ہی کی پیروی کرلی جاے' اور کم سے کم اس مجلس کی بنیاد اور اساس تو باقاعدہ ہوجاے -

بلا شبہہ مسلمانوں کے دوسرے مجالسی کاموں میں بھی بے قاعدگیاں اور خلاف ورزیاں پھیلائی ہیں - پونا کی مسلم لیگ سے لیکر علی گدہ کالج کے عظیم الشان ٹرسٹیوں تک کا یہی حال ہے- شاید ہی کوئی انجمن ایسی نکلے جسمیں ٹھیک ٹھیک قواعد وضوابط کی پیروی کی جا رہی ہے اور کوئی بات قابل اعتراض نہ ہوتی ہو - لیکن بے قاعدگیوں کی بھی قسمیں ہیں اور قانونی خلاف ورزیاں بھی یکساں نہیں ہوتیں - ایک بے قاعدگی جزئی اور فروعی امور میں ہوتی ہے - ایک اصولی اور اساسی امور میں -

ایک بے قاعدگی یہ ہے کہ کام اصلاً تو با قاعدہ بنیادوں پر قائم ہوچکا ہے - اساسی دفعات عمل میں آ چکی ہیں اور اسدرجہ محکم ہوچکی ہیں کہ ان میں کوئی ایک فرد واحد یا کوئی معدود جماعت تغیر و تبدل نہیں کرسکتی - لیکن اسکے طریق کار و عمل میں بعض فرعی دفعات نظر انداز کردی جاتی ہیں' یا چند اشخاص اپنی کسی خاص غرض کو حاصل کرنے کیلیے چند مخصوص قواعد کے عمل میں مانع ہونے لگتے ہیں - یا عمل کراتے بھی ہیں تو انکی اصلی حقیقت پیدا نہیں ہونے دیتے وغیرہ وغیرہ -

لیکن ایک بے قاعدگی یہ ہے کہ سرے سے کام کی بنیادی دفعات ہی پر عمل نہیں کیا گیا ہے - جن قواعد کی بنا پر اُس کام کی بنیاد رکھی گئی ہے' اور جنکے عمل میں لانے کے بعد وہ ایک انجمن اور ایک با قاعدہ مجلس بنتی ہے' سرے سے انہی کو یک قلم چھوڑ دیا ہے - نہ صرف فروعات بلکہ اصول مفقود ہیں - نہ محض طریق عمل ہی غلط ہے بلکہ عمل کیا ہی نہیں گیا ہے - سالہا سال گذر گئے لیکن ایک نظیر بھی نہیں پائی جاتی جو ان اصولی دفعات کے عمل و نفاذ کا یقین دلاے !

ان دونوں قسم کی بے قاعدگیوں اور خلاف ورزیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے' گو بے قاعدگی دونوں ہیں - ایک شخص فرض نماز پڑھتا ہے ' سنت چھوڑ دیتا ہے - ایک کو فرض رکعتیں ادا کرنے کی بھی توفیق نہیں :

یزید سلیم والاعز ابن حاتم !

بلا شبہہ پہلی قسم کی بے قاعدگی عام ہے اور بد قسمتی سے اکثر کاموں میں پائی جاتی ہے جسے دور کرنا چاہیے - لیکن ندوہ کی بے قاعدگی دوسری قسم کی بے قاعدگیوں میں سے ہے' اور اسلیے اسکی حالت مجالس و انجمن کی عام بے قاعدگیوں سے بالکل مختلف ہے :

وَ شتان ما بین خل و خمر!

یہ کہنا کہ یہ بے قاعدگی فلاں نے کیوں دور نہ کی اور فلاں پر اسکا الزام زیادہ ہے ' بالکل بے معنی ہے - سوال مفاسد کا ہے - اگر اسکا وجود ہے تو جب اور جس وقت اور جن لوگوں کو مہلت ملے انکی اصلاح کرنی چاہیے - خواہ کسی عہد میں پیدا ہوئی ہوں اور خواہ زید انکا پرورش کنندہ ہو یا عمر ؟

ہم ایندہ نمبر میں ایسی بے قاعدگیوں کی چند مثالیں بھی پیش کرینگے تاکہ لوگوں کو صحیح راے قائم کرنے میں مدد ملے - اور سمجھہ سکیں کہ اصلاح ندوہ کے مسئلہ میں اصلی بل کیا پڑ گیا ہے ؟

اسکے بعد اُس دستور العمل پر نظر ڈالینگے جو شائع کیا گیا ہے' اور بتلاینگے کہ وہ کس بنا پر محض بیکار ہے اور بعض اصولی امور میں تو پہلے سے بھی بدتر ہے - ندوہ کے اصل مفاسد میں سے کسی ایک فساد کی بھی اس سے اصلاح نہیں ہوسکتی - اسکے بعد مسلمان راے قائم کریں کہ ندوہ کی موت و حیات صرف انہی کے ہاتھہ میں ہے -

# وثايق و حقايق

## جهـــاز ايمپرس كي تباهـي
اور
## مطالعـۂ قرآن حكيم كا ايک لمحـۂ فكريه

دنيا كي نئي بحري ترقيات ' سمندرونكي قاهرانـه تسخير ' عظيم الشان اور آهنين جهازوں كي طياريان ' اور قوة دخاني كے احاطۂ و تسلط كے مناظر ديكهه كر بارها مجهے خيال هوا كه كيا دنيا كي ترقي نے قرآن حكيم كي بهت سي موثر مثالوں كا اثـر كهو ديا هے ؟

* * *

مصيبت كا انتهائي نزول اور اسباب و تدابير كا بكلي انقطاع انساني قلب كيليے توجه الى الله كا ايک هي خالص اور بے ريا وقت هوتا هے - يه وقت اگر دنيا ميں نه آے تو شايد بهت كم هستياں هوں جو عمر بهر ميں ايک مرتبـه بهي خدا كا نام ليں - نيكي كا حقيقي سرچشمه خدا كا تصور هے - اگر انسان خدا كو بهول جاليگا تو قطعاً وه نيكي كو بهي بهول جائيگا - مگر نيكي كا درخت مصيبت هي كي آبياري سے قائم رهتا هے !

* * *

اگر بيماريان معدوم هوجائيں ' اگر بے چيني كي كدورت ' اضطراب كي آه ' درد و بيقراري كي تڑپ ' اور درد مند بيماروں ، بستر الم باقي نه رهے - اگر سفر كے قافلے بے خوف هوجائيں ' او قهار و نا پيدا كنار سمندروں ميں مسافروں كيليے كوئي كهتكا باقي نه رهے ' تو كيا پهر بهي دنيا اتنا هي خدا كو ياد ركهيگي جيسا كه هميشه سے ركهتي آئي هے ؟

اسكي سچي ياد كا مقدس وقت صرف درد دكهه كي پر حسرت گهڑيوں هي ميں آتا هے ' اور جب وه گهڑي ٹل جاتي هے تو پهر تكليفوں كے ساتهه تكليفوں كا دور كرنے والا بهي بهلا ديا جاتا هے - يه حوادث اليمه اور سوانح محزنه جو انسانوں كو هميشه پيش آتے رهتے هيں ' يه هولناک آتشزدگياں ' يه لا علاج زلزلے ' يه هلاكت بار وبائيں ' يه آتش فشان پهاڑونكي آتش افشانياں ' يه اجسام عظيمه كا تصادم اور كائنات بحر و بر كا تلاطم و تضارب ' غور كرو كه في الحقيقت كيا هے ؟ يه هدايت انساني اور سعادت عالم كيليے ملائكۂ معذبين هيں جو دنيا ميں بهيجے جاتے هيں تا كه دنيا كو غفلتوں سے چونكائيں ' گمراهيوں سے نكاليں ' سرشاريوں سے بچاليں : باطنه فيه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب ( ۵۷ : ۱۳ )

* * *

چنانچه قرآن حكيم نے انسان كي اس فطرة كي طرف جا بجا اشاره كيا هے :

و اذا مسه الشر فذو دعاء عريض ! ( ۴۱ : ۵۱ )

اور جب انسان كسي مصيبت اور شر ميں مبتلا هو جاتا هے تو اس وقت اپني سركشي اور غفلت كو بهول جاتا هے اور لنبي چوڑي دعائيں مانگنے لگتا هے !

سورۂ يونس ميں فرمايا :

و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما ' فلما كشفنا عنه ضره مر كان لم يدعنا الي ضر مسه ! ( ۱۰ : )

اور جب انسان كسي دكهه اور مصيبت ميں گرفتار هوتا هے تو خواه كمزوري سے ليٹا هوا هو ' يا بے چيني اور اضطراب سے بے حال و مضطرب بيٹها هو ' يا هر طرف هلاكت اور بربادي كو ديكهكر حيران كهڑا هو ' كسي حال ميں هو ' مگر معاً الله كي طرف متوجه هوجاتا هے اور بے اختيار اسے پكارنے لگتا هے - ليكن جب هم اس كي مصيبت دور كر ديتے هيں تو پهر ايسا بے پروا هوكر چل ديتا هے ' گويا اس نے اپني مصيبت كيليے كبهي همیں پكارا هي نه تها !

سوره اعراف ' انعام ' بني اسرائيل ' روم ' زمر ' حم سجده وغيره ميں بكثرت اس آيت كي هم مطلب آيات موجزه و مفصله موجود هيں -

* * *

پهر مصيبتوں كا بهي يک ساں حال نهيں - جس مصيبت ميں جسقدر مايوسي اور بے بسي زياده هوتی هے ' اتني هي زياده الله كي طرف توجه بهي پيدا هوتي هے - علي الخصوص ايسے مصائب جن ميں دنيوي وسيلوں اور مادي تدبيروں كي طرف سے بالكل مايوسي هو جاے اور كوئي رشته اميد كا باقي نه رهے - ايسے مواقع انسان كي ملكوتيت اور قدوسيت كے اصلي اوقات هوتے هيں - وه همه تن فرياد و دعا بن جاتا هے ' اور انتهاء خلوص و صداقت اور حضور قلب و ابتهال و تضرع سے الله كو پكارنے لگتا هے - ليكن جب وه ساعت ٹل جاتي هے تو پهر اسكي ابليسيت عود كر آتي هے - اس وقت كے مصائب كے ساتهه اس هستي كو بهي بهلا ديتا هے جسے هر طرف سے مايوس هو كر اس نے پكارا تها :
و كان الانسان كفورا ( ۱۷:۶۹ )

* * *

ايسے وقتوں ميں سے ايک خاص سخت و شديد وقت وه هوتا هے جب انسان زمين كے پر امن كناروں سے دور هو جاتا هے ' اور سمندر كي قهار و بے امان اقليم كے اندر طوفانوں اور موجوں ميں گهر جاتا هے جبكه جهاز كے تختے ٹوٹنے لگتے هيں ' پاني كي چادريں هر طرف سے اٹهه اٹهه كر ڈهنے لگتي هيں ' اور آسمان اور سطح سمندر كے اندر كوئي هستي نهيں هوتي جو اس قريب فنا هستي كو بچاسكے اور هلاكت كے منه سے نكال لے - اس وقت غفلت انساني كي سركشي اور بغاوت كا سر عاجزي سے گر جاتا هے اور يه ديكهكر كه اب دنيا ميں كوئي نهيں جو اسے بچاسكے ' وه دنيا كے اس مالک حقيقي كو پكارنے لگتا هے جسكي نسبت اسے يقين هوتا هے كه وه هر حال ميں اپنے پكارنے والوں كو بچا سكتا هے !

چنانچه اسي ليے قرآن حكيم كي موثر ترين مثالوں ميں ايک بڑي تعداد ان مثالوں كي هے ' جنميں دريا كے مايوس مسافروں كي حالت كا نقشه كهينچا هے ' اور دكهلايا هے كه كس طرح بے بسي كے عالم ميں انكي فطرة اصليه ايک مافوق هستي كے تصور سے بهر جاتي هے اور پهر جب وه كنارے پر سلامتي كے ساتهه پهنچ جاتے هيں تو كس طرح نسيان و ذهول عود كر آتا هے ؟ فقال سبحانه :

هو الذي يسيركم في البر و البحر حتى اذا كنتم في الفلك و جرين بهم بريح طيبة و فرحوا بها ' جاءتها ريح عاصف ' و جاءهم الموج من كل مكان و ظنوا انهم احيط بهم ' دعو الله مخلصين له الدين : لئن انجيتنا من هذه لنكونن من الشاكرين ! فلما انجاهم اذا هم يبغون في

" وه خدا هي تو هے جسنے خشكي اور تري ميں تمهاري سير و سياحت كے سامان پيدا كر ديے هيں - يهاں تک كه بعض اوقات تم جهاز ميں هوتے هو اور وه باد موافق كي مدد سے مسافروں كو ليكر چلتا هے ' اور لوگ اسكي پر امن چال سے خوش هوتے هيں - ناگهاں هوا كا ايک جهونكا آ لگتا هے اور موجيں هر طرف سے امنڈ امنڈ كر محاصره كر ليتي هيں - اس وقت لوگ سمجهتے هيں كه اب تباهي ميں آ گهرے - پس مايوسي انكے دلوں كو اسباب دنيوي كي طرف سے هٹا كر

| | |
|---|---|
| الارض بغیـــر الحـــق | خدا کی طرف متوجه کردیتی هے' اور |
| ( ۱۰ : ۷۲ ) | نهایت خلوص اور عبودیت کے ساتهه |

دعائیں مانگنے لگتے هیں که خدایا ! اگر اس مصیبت سے تو همیں بچالے تو هم پهر کبهی تجهے نه بهلائینگے اور همیشه تیرا شکر کرتے رهینگے ' لیکن جب خدا اُنهیں اس بلا سے نجات دیدیتا هے تو وہ خشکی پر پہنچتے هي سرکشي اور بغاوت کرنے لگتے هیں' اور اپني مصیبت کي گهڑي اور وعدے کو بهول جاتے هیں "

* * *

قرآن حکیم نے تقریباً دس باره موقعوں پر یه مثال بیان کي هے. یه اُس وقت کي مثالیں تهیں جبکه جهازوں اور کشتیوں کي سلامتي کا دار و مدار محض هوا پر تها ' جبکه سمندر کي قهرمانیة کے آگے انسان کي بے بسي بهت هي زیاده تهي ' اور جبکه هوا کي مخالفت ' سمندر کي طغیاني ' بحري راستوں کي ناواقفیت ' اور خوفناک دریائی حیوانات کی خونخواری کے مقابلے کیلیے چهوٹے چهوٹے تختوں کي کشتیاں کچهه کام نهیں دے سکتي تهیں - لیکن اب دنیا تیره سو برس آگے بڑهگئي هے ' اور انسان نے اپني مصیبتوں کو دور کرنے کیلیے محض اور علم کے بڑے بڑے معجزات دکهلاے هیں - استیم کي ایجاد نے هوا کي موافقت و مخالفت سے بے نیاز کردیا هے جسکے آگے انسان کي کوئی کوشش کارگر نهیں هوتی تهی - تمام دریائي راستے اس طرح معلوم کرلیے گئے هیں که پچهلے زمانے کے لوگوں کو خشکی کی راهوں کا بهی اتنا علم نه هوگا - روشنی کے منارے ' جهازوں کی دائمی آمد و رفت ' حرکت و سکون کے عجیب الخواص آلات ' بے تار کي خبر رساني ' اور نئي نئي ایجادات و انکشافات نے دریائي سفر کو زمین کے سفر کي طرح بالکل پر امن کردیا هے ' اور اتنے بڑے بڑے جهاز سمندروں میں ڈالے جاتے هیں که مثل ایک پوري بستي اور آبادي کے هوتے هیں ' اور تمام بحري حوادث و خطرات سے بے خوف و خطر هر طرف پهرتے اور دنیا کے ایک گوشے کو دوسرے گوشے سے متصل کرتے رهتے هیں :

پس اگر ایسا هي هوا هے تو کیا یه تمام مثالیں جو قرآن حکیم نے دریائي سفر کے متعلق دي هیں بیکار هوجائینگي ؟ کیا اب انسان کي عبرت کیلیے لسان الهي کے بیانات کام نه دینگے ؟ کیا انسان نے اپني بےبسي کی مصیبتوں کو نابود کردیا ' اور خدا کے پکارنے کي اُسے کچهه احتیاج نه رهي ؟

* * *

بارها میرے دل میں یه سوالات اُٹهے' مگر سچ یه هے که انسان نے ابتک کچهه بهي نهیں کیا هے.- اسکے غرور اور گهمنڈ کو کچلنے کیلیے ابتک حوادث ارضیه و بحریه کا هاتهه متحرک هے- زمین اسي طرح بے بس کردینے والي مصیبتوں سے معمور هے جس طرح که پهلے تهي' اور دریا ٹهیک ٹهیک اسي طرح مایوسي و نا امیدي کي هلاکت کے بے شمار مواقع رکهتا هے جسطرح که قرآن حکیم نے بتلایا هے - مصیبت و عجز انساني کي ایک مثال بهي ابتک بے اثر نهیں هوئی - انسان نے بهت ترقي کي هے' لیکن وہ خدا کے سامنے ابتک بےبس اور لاچار هے- وہ خواه کتنے هي طاقتور اور ناقابل تسخیر جهاز بنالے ' لیکن جیسا که اُسکے خدا نے کہا هے ' اُسے سمندروں کی مصیبتوں سے دو چار هونا هي پڑیگا - وہ طوفانوں میں ضرور گهریگا ' موجوں کے احاطے سے بے بس هوگا ' پاني کی چادریں اسپر سے گذرینگي ' لهروں کي طغیانی اسکا محاصره کریگي ' بالاخر اسکو اپنے گهمنڈ اور تمرد کا سرجهکانا پڑیگا ' اور بے بس اور عاجز هوکر خدا کو پکارنا هي پڑیگا - ٹهیک اسي طرح جسطرح که اُسے بهت پہلے انسانوں نے خدا کو پکارا تها جبکه وہ چهوٹي چهوٹي کشتیوں میں باد بانوں کے ٹکڑے جمع کر رهے تهے ' اور سمندر کي قهرمان هستي کے مقابلے کے لیے عظیم الشان جهازوں اور مهیب انجنوں کي جگه صرف لکڑی کے چند جُڑے هوئے تختے اپنے ساتهه رکهتے تهے !

* * *

مصیبت کیلیے یه ضرور نهیں که وہ ایک هي راستے سے آئے - حالات کے بدلنے سے وسائل و بواعث بهي بدلتے رهینگے - یه سچ هے که اب باد باني جهاز نهیں هیں جنکي سلامتی هوا کی موافقت پر موقوف تهي - تاهم بحر اطلانطک میں بہتي هوئي برف کي کوئی نه کوئي چٹان تو اب بهي نکل آسکتي هے جو " ٹائٹینک " جیسي انسان کي مغرور اور عظیم الشان صناعي قوت کو فنا کردیگي ؟

اگر یه صورت بهي نهو تو خود وهي انجن جسکے اعتماد پر انساني غرور نے تسخیر بحر کا اعلان کیا هے' موت اور تباهي کا وسیله بن جاسکتا هے اور پهٹکر تمام جهاز میں آگ لگا دیسکتا هے - جهاز " والٹرنو " کي آتشزدگی سے بربادي چند ماه پیشتر کی بات هے !

* * *

حال میں " ایمپرس آف آیرلینڈ " کی درد انگیز تباهي نے اس حقیقت کو بالکل واضح کردیا هے - نه تو قوة دخاني کا عظیم الشان دیو کچهه کرسکا ' نه تو بے تار کي خبررساني کچهه کام آئي ' اور نه بیسویں صدي کے سائنس اور تمدن نے کچهه فائده پہنچایا - وہ سب کچهه هوا جو اِن مثالوں میں قرآن حکیم نے بیان کیا هے - دریا کي موجیں هر طرف سے اُٹهیں ' لهروں نے بڑهکے سطح جهاز پر قبضه کرلیا ' سمندر کی قهرمانیت هر طرف سے محیط هوگئي ' اور چند گهنٹوں کے اندر ایک هزار تئیس متمدن انسان انتهائي بے بسي اور درماندگي کے ساتهه دریا کے اندر فنا هوگئے - انساني علم و ایجادات کا غرور ایک متنفس کو بهي نه بچا سکا : ما لهم من الله من عاصم !

* * *

یه فی الحقیقت الله تعالی کے طرف سے انساني غرور اور گهمنڈ کے پشت غفلت پر ایک تازیانهٔ عبرت هے جو کبهي کبهي حرکت کرتا هے تا که دنیا کو معلوم هو جاے که بڑي بڑي ترقیوں کے بعد بهی انسان اسی طرح فطرة کے پنجے میں هے جیسا که خلقت کائنات کے پہلے دن تها' اور خدا کے پکارنے کیلیے ابتک اسی طرح مجبور هے جیسا که هزاروں برس پہلے تها - خواه وہ کتنا هی اپنی تدبیروں میں غرق اور اپنی فتح مندیوں پر نازاں هو لیکن جسطرح خدا اُسے اپنی حفاظت کیلیے یکے بعد دیگرے نئی نئی تدبیریں سوجهاتا رهتا هے ' اسی طرح وہ نئی نئی تدبیروں سے اسکے سر غرور کو کچل بهي سکتا هے - ادهر کوئی نئي تدبیر بچاؤ کی نکلیگی ' ادهر قدرت هلاک کی کسي نئی صورت کو مسلط کردیگی :

| | |
|---|---|
| و اذا مسکم الضر فی البحر | " اور جب سمندر کے اندر تم |
| ضل من تــدعون الا ایاه | مصیبت میں مبتلا هو جاتے هو تو |
| فلما نجاکم الی البر اعرضتم' | جن قوتوں پر تمهیں اعتماد تها ' |
| و کان الانسان کفورا - افامنتم | ان میں سے کوئي بهي تمهارے کام |
| ان یخسف بکم جانب البر | نهیں آتي - تم سب کو بهول جاتے |
| او یرسل علیکم حاصباً ثم لا | هو - صرف خدا هي تمهیں یاد |
| یجدوا لکم وکیلا ؟ ( ۱۷ : ۶۸ ) | آتا هے - لیکن پهر جب خدا تمهیں |

خشکي تک پهنچا دیتا هے ' تو اُس سے گردن موڑ لیتے هو اور اپني مصیبت کي گهڑي بهول جاتے هو !

لیکن اگر تم اپنی مصیبتوں کي طرف سے مطمئن هو گئے هو اور سمجهنے لگے هو که اب اور کونسي مصیبت هم پر آسکتي هے تو یه تمهاري بڑی هي غفلت هے - کیا یه ممکن نهیں که خدا تمهیں دریا کي جگه خشکي هی میں هلاک کرڈالے اور زمین کو دهنسا دے ؟ یا خوفناک آندهیاں چلا دے اور اُس وقت تم کسی کو اپنا مددگار نه پاؤ ؟ اسکے عذاب کي تو هزاروں صورتیں هو سکتي هیں- وہ کچهه تمهاري طرح اپنے کاموں میں عاجز و درمانده نهیں هے "

# مکتـــوب استـانۂ علیـــہ

( از دائرۂ مقدسۂ مشیخت اسلامیۂ کبری زاد الله شرفها )

( شیـــخ الاســـلام فیلی پائن )

حضرة الشیخ محمد رجیه الجیلاني ( جنکا تذکرہ ایک سے زیادہ مرتبہ الہلال میں ہو چکا ہے اور جو گذشتہ دسمبر میں براہ ہند فلي پائن گئے تھے ) حال میں اُنکا ایک خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فیلي پائن کي آب و ہوا اُنکے سخت ناموافق ہوئي اور مجبوراً بغرض علاج قسطنطنیه واپس آنا پڑا - چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

اے استاذ حکیم ! السلام علیک و رحمة الله و برکاته !

و بعد ' در جزائر فیلي پائن دو ماہ و نیم قیام کردہ بودم - مرض مزمن — کہ در اواخر قیام آثار پر خطرہ اش ظہور یافتہ بود — عاجز مسکین را بدار الخلافة مجبور عودت کرد -

لاکن لله مزید المنه کہ الان ان خطر زائل ' و صحت بدر را ضعف و نقاهت داخل شد - ان وقت کہ از جزائر حرکت کردم ' مشغول بالنفس بودم ' و بجانب اشرف حضرة عالي عریضۂ جوابیه نتوانستم تقدیم کنم - اما انچہ نوشته بودند بوضوح انجامید' و اکثرے از مطالب مهمه را........................تحریر نمودم - و الان بالمشافه یک صحبتی مفصلی میسر آمد.........................

در روز مفارقت از فیلي پائن جریدۂ یومیۂ محلیه " دي منیلا ٹائمس " یک مقالۂ مطوله متعلق باین عاجز نشر کردہ بود کہ مقطوعش را ( یعني اُسکے کٹینگ کو ) همراہ این عریضه ارسال دارم - اگر مناسب است ترجمه اش را نشر نمایند -...............

از طرف این عاجز جمیع اخوان مسلمین هند را تحیة و سلام ' ... ... ...ـلي پائن مطلع فرمایند - امید دارم از لطف و کرم حضرة عز اسمه کہ در وقت قریب باین عاشق خدمت صحت و توانائي حاصل ' و بجزائر مذکورہ عودت میسر خواهد شد -

عضویت مجلس گزین مقدس تبشیر را با کمال فخر و مباهات قبول کردم و انشاء الله العزیز درین قیام دار الخلافة نقاط مهمۂ این مطلب با تمام و تکمیل خواهد انجامید - از غیرت و حمیت اسلام پرورانه و خدمات عظیمۂ اسلامیۂ حضرة عالي حضرة اجل و اعظم شیخ الاسلام و المسلمین بسیار ممنون و متشکر اند ' و در مجالس حضرة ایشان ذکر جمیل شما بکرات و مرات مي آمد - متع الله الاسلام و المسلمین بطول حیاتکم !

از دعوات صالحه این مریض را فراموش نفرمایند - الله سبحانه حافظ و ناصر شما باشد - و السلام علیکم و علی جمیع اخواننا المسلمین -

اخو ام : محمد رجیه الجیلاني
شیخ الاسلام فیلي پائن - قسطنطنیه

اس خط میں فیلي پائن کے روزانہ اخبار " منیلا ٹائمس " کے جس مضمون کا حوالہ دیا ہے' اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے :

( شیخ الاسلام جـزائـــر )

( شیخ محمد رجیہہ الجیـلانی )

" افسوس ہے کہ شیخ الاسلام جزائر فیلیپائن اپني ناز ساري مزاج اور موسم جزائر کي عدم موافقت کي وجہ سے مجبوراً قسطنطنیه واپس چلے گئے - روانگي سے قبل " زیمبوکا " میں ایک عظیم الشان وادعي جلسه منعقد ہوا تھا جسمیں ۵ ہـزار سے زاید مسلمانـان جزائـر شریک تھے -

اس عظیم الشان مجلس میں لوگ جوش عقیدت سے زمین پر جھک جھک کر ان کے قدموں اور انکے دامن کو نہایت ادب و احترام اور ارادت و عقیدت سے بوسہ دیتے تھے اور بمنت و الحاح التجا کرتے تھے کہ خدا کے لیے یہاں سے نہ جائیے !

جو لوگ مسلمانان جزائر کي حالت کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں انکا خیال ہے کہ شیخ الاسلام کي آمد سے مسئلہ مور ( مسلمانان جزائر ) کے حل کا آغاز ہوگیا ہے - انکي راے ہے کہ اگر مسلمان ان نیم وحشي لوگوں پر انہي کے مذہب کي راہ سے اثر ڈالنا چاہیں تو ان پر بڑي حد تک اقتدار حاصل ہوسکتا ہے اور اسطرح یہ نیم وحشي پر امن اور کارکن شہري بن جا سکتے ہیں -

شیخ الاسلام کي قسطنطنیه سے روانگي بھي ایک ممتاز اور نمایاں واقعہ تھا کیونکہ انکو رخصت کرنے کے لیے مشاہیر مذہب اور اعیان و اشراف ملت آئے تھے اور انہیں بعض گرانبہا تحائف بطور یادگار کے دیے گئے تھے - انہوں نے شکریہ کے ساتھہ تحـائف واپس کر دیے اور کہا :

" مجھے اپني ذات کے لیے ان تحائف کي یا کسي اور شے کي ضرورت نہیں - میں اگر آپ لوگوں سے کچھہ چاہتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ اُن لوگوں کي اصلاح میں میري مدد کیجیے جنکے لیے میں جا رہا ہوں "

شیخ الاسلام جب آئے تو " زیمبوکا " اور اسکے قرب و جوار کے ناواقف اور بے خبر فیلي پائني امریکن عام طور پر ڈرتے تھے کہ یہ کوئي نئے نبي یا ایک نئے مہدي ہیں جو اسلیے آئے ہیں تاکہ مسلمانوں کے غولوں کو لیکے مقدس جنگ شروع کردیں -

مگر جب انکا قیام ہوا تو یہ خوف محض بیجا نکلا اور ثابت ہوگیا کہ وہ نہ صرف خلیفة المسلمین کے نائب اور شریعة اسلامیہ کے ایک مفتي ہي ہیں' بلکہ ان فضائل کے ساتھہ ایک نہایت شریف خصائل و بہترین تعلیم یافتہ شخص بھي ہیں جو اس عہد کا ایک مسلمان ہوسکتا ہے -

ہمارے اخبـار کے نامہ نـگار نے مسلمانان جزائر فیلي پائن کے سیاسي مستقبل کے متعلق شیخ موصوف سے دریافت کیا تھا - انہوں نے جواب دیا :

" جب میں نے یہاں کے مسلمانوں کي حالت دیکھي تو میرا دل فرط غم و تاسف سے چور چور ہوگیا - انکو مدد کي سخت ضرورت ہے - انہیں ہر طرح کي عمدہ تعلیم دیني چاہیے - اسوقت عالم اسـلامي میں ان لوگونکي اصلاح و ترقي سے زیادہ افضل و اشرف اونچي کام نہیں "

مراسلہ نگار نے اس وحشیانہ قتل و خونریزي کے متعلق پوچھا جسے یہاں " جورا میتیدو " کہتے ہیں - شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ انکي ایک وحشیانہ عادت ہے جو بطور آثار عہد جاهلیت کے اب تک ان میں باقي ہے - چنانچہ جو لوگ حج کر آئے ہیں وہ اس حرکت کے سخت خلاف ہیں - اسلامي تعلیم کي اشاعت سے اس مذموم عادت کي بیخکني ہوسکتي ہے - قرآن شریف میں یہ کہا گیا ہے کہ جو آدمي ایک انسان کو قتل کرتا ہے' گویا وہ سب کو قتل کرتا ہے ( من قتل نفساً بغیر نفس او فساد في الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ) -

# مذاکرۂ علمیہ

## مشہـــور پـروفیسر جے - سی - بـوس

اور

## علماء انگلستـان كي قـدرداني

آجکل مشہور بنگالي عالم پروفیسر بوس انگلستان میں مقیم هیں اور اپنے نودریافت نظریہ پرجا بجا تقریریں کر رهے هیں - انکی پرائیویٹ برطانی تجربہ گاہ ( لیبوریٹری ) علما و مصنفین انگلستان کا مرکز شوق و شغف بنگئی ہے ۔

آج دنیا کے سب سے چھوٹے براعظم ( یورپ ) اور بقیہ کرۂ ارض کی ہر شاخ حیات ملی میں جو عظیم الشان فرق نظر آتا ہے' وہ قدرت کی کسي غیر عادلانہ تقسیم کا نتیجہ نہیں ہے - قدرت نہ تو بخیل ہے اور نہ متعصب - اسکے نزدیک امتیاز مرور یوم اور تفریق رنگ و نسل کوئي شے نہیں -

سیاہ امریقہ' گلفام ایران' زرد رو مشرق اقصی ( چین و جاپان ) بوقلموں ہندوستان' اور سپید یورپ' سب اسکے نزدیک ایک هیں : کلکم من آدم و آدم من تراب ۔

اس کا ابر کرم سب پر یکساں برستا ہے ۔ البتہ جولوگ اپنے باغ و چمن کو اس سے سیراب کراتے هیں' انکا دامن همت گل و ثمر سے مالا مال رہتا ہے - لیکن جنکے یہاں برسات کا موسم غفلت میں کٹ دیا جاتا ہے' انکے یہاں همیشہ خزاں کی رونق رہتی ہے : من عمل صالحا فلنفسہ ۔ ومن عمی فعلیہ -

مواهب دهبیہ قدرت نے یورپ اور غیر یورپ' دونوں کو عطا کیے هیں - یورپ میں انکی تربیت و پرداخت کی جاتی ہے ۔ اسلیے جلیل القدر فلسفی' عظیم الشان طبیعی' عالی مرتبہ مصور' بلند پایہ مصنف' جادو نگار انشاء پرداز' اور سحر آفرین خطیب پیدا ہوتے هیں' لیکن مشرق نے اپنے تمام جدائص تعلیم و تربیت کھو دیے - نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام فطری قوائی جو قدرت کی بخشش سے آتے ملي هیں' ضائع جاتی هیں' اور هم میں اکابر و ابطال ( هیرور ) کا ہر طرف قحط ہے : وما ظلمهم الله و لكن كانوا انفسهم يظلمون ۔

* * *

یہ حقیقت کی ... ... کہی نہیں اور نہ همیں اسکی ... معمولی شخص ... ضرورت ہے ۔ البتہ اسکی تازہ ترین مثال پروفیسر ... ہمارے سامنے موجود هیں ... کہ ایک ... میں ... سے ... خوابیدہ و افسردہ ... تھی ... ایک صدی ... بیداری کے آج ... اور ... هیں ۔

( ... سفورد )

پروفیسر موصوف کی ... تقریر غالبا اکسفورڈ میں ہوئی ہے ۔ اس تقریر کی کامیابی کا غلغلہ سب سے بلند ہوا ہے' اسوقت سے تمام علمی حلقوں کی نظریں دفعۃ اٹھگئی هیں اور نوجوان علمی محققین ( اسٹیٹیوسٹیر ) سے بھی دعوتیں آرهی هیں کہ اپنی تحقیقات سے انہیں ... کا موقعہ دیں ۔

( کیمبرج )

اکسفورڈ کے بعد انہوں نے کیمبرج میں تقریر کی - کیمبرج والوں نے اسقدر اهتمام کیا کہ اسکے تجربہ کے پردوں کے لیے خاص هندوستان کی مٹی مہیا کی ۔

کیمبرج کا بٹانیکل تھیٹر ( تماشا گاہ نباتات ) ایک وسیع اور کشادہ عمارت ہے - پروفیسر موصوف اسی عمارت میں اپنی تقریر کے متعلق تجربے دکھا رهے تھے - رپورٹر کا بیان ہے کہ یہ عمارت بڑے بڑے طبیعیین اور خصوصیین ( اکسپرٹس ) سے اس طرح بھري ہوئی تھي کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھي - اور یہ تمام مجمع اساتذہ علم همہ تن گوش ہو رہا تھا ۔

کیمبرج کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی طالب علم کسي خاص شاخ میں فضیلت ( آنرز ) کا درجہ حاصل کرتا ہے تو ایک خاص امتحان لیا جاتا ہے ۔ اسے ٹرپوس (Tripos) کہتے هیں -

پروگرام کے مطابق دیا ہوا وقت کی رو سے تقریر کا وقت آگیا تھا مگر اسوقت بعض مستعد طلبہ ٹرپوس میں بیٹھے تھے - اسلیے پروفیسر بوس سے درخواست کی گئي کہ وہ صرف دس منٹ اور توقف کریں تاکہ طلبہ امتحان سے فارغ ہوکے آجائیں اور محروم نہ رهیں -

( سر ایف ڈارون )

اثناء تقریر میں جو تجربہ اور اسکے مظاہرہ (Demonstration) کا استقبال گرمجوشي اور پر زور چیئرز سے کیا جاتا تھا جیسور کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ انکي ابتدا موجودہ انگلستان کے مشہور عالم نباتات (Botanist) سر فرانسس ڈارون نے کی تھی - عموماً پہلے انہی کے ہاتھوں کو تالیوں کیلیے کے اختیارانہ جنبش ہوتي تھی' اور پھر تمام ہال گونج اٹھتا تھا ۔

سر ایف - ڈارون نے آخر میں یہ تجویز پیش کی کہ پروفیسر بوس کے لیے شکریہ کا ووٹ پاس کیا جائے - ووٹ پیش کرتے ہوے انہوں نے کہا کہ وہ قدرداني کے جذبات سے لبریز هیں کہ صرف اسلیے کہ یہ هم نباتات درختان کا تذکرہ ہے' بلکہ اس لیے کہ تجارب کی نوعیت ایسی ہے کہ انسان کو ناگزیر طور پر قائل ہوجانا پڑتا ہے - انہوں نے اعتراف کیا کہ مسٹر ایک نادر الوجود دماغ رکھنے والا صاحب عملیات ہے - نیز حاضرین کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ انہوں نے جو کچھ ایجاد کیا ہے محض اپنی حیثیت خاص کی ... سے کیا ہے - حتی کہ انکو اپنے تجارب کے لیے بہت سے خاص خاص آلات بنانا پڑے جو اسقدر قیمتی اور نازک هیں کہ دیکھکے حیرت ہوتی ہے ۔

اس موضوع کے متعلق انہوں نے کہا کہ اپنے اندر ایک وسیع دلچسپی رکھتا ہے اور ... کہ هم ... تو اس سے بہت کچھ امید کی جاسکتی ہے ۔

( مسٹر بوس کی تجربہ گاہ )

پروفیسر بوس کے مسئلہ نے مختلف انگلستان کے علمی حلقوں میں اسقدر دلچسپی پیدا کردی ہے کہ بہت سے اجلہ علماء و مشاهد انکی پرائیوٹ تجربہ گاہ ( لیبوریٹری ) میں آئے هیں اور انکے تحقیقات و ... الاقتدار مسئلہ کا درس و مطالعہ کرتے هیں ۔

پروفیسر موصوف نے بہت سے ایسے عجیب وغریب آلات بنائے ہیں جو نہایت صحت ودقت کے ساتھہ ان تمام حرکات و تغیرات کو قلمبند کر لیتے ہیں جو پودوں میں خارجی اثرات سے پیدا ہوتے ہیں یا خارجی اثر کے بغیر خود بخود اندر ہی اندر پیدا ہوتے رہتے ہیں - روایل سوسائٹی کے صدر جب پروفیسر موصوف کی پرائیوٹ تجربہ گاہ میں آئے تو ان پر سب سے زیادہ اثر انہی آلات کا پڑا - چنانچہ انہوں نے خود اس کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سلسلے میں علم وظائف الاعضاء ( فزیالوجی ) کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے وہ بہت اہم ہے - نیز انہیں امید ہے کہ یہ تحقیقات ایک ایسے انداز میں جاری رہیگی جو اس مسئلہ کے شایان شان ہے -

" اسٹینڈرڈ ورک ان فزیالوجی " ( علم وظائف الاعضاء میں ایک مستند کتاب ) کے مصنف پروفیسر اسٹارلنگ (Professer Starling) اور علم " وظائف اعضاء نباتات " (Plant Physiology) کے مشہور ماہر پروفیسر آلیور (Olwer) بھی پروفیسر بوس کی لیبوریٹری میں آے تھے - انکے ساختہ آلات کی دقت وصنعت عملی سے بیحد متاثر ہوے - انہوں نے اعتراف کیا کہ پروفیسر بوس کا عملی اور علمی طریق دونوں بہت اہم اور عظیم الشان ہیں !

( عام دلچسپی اور اعتراف )

یہ عجیب بات ہے کہ اس دلچسپی کا دائرہ محض علم النباتات اور اسکے ہمرشتہ علوم کے حلقوں ہی تک محدود نہیں ہے' بلکہ طبیعیات کے دیگر حلقوں میں بھی نہایت گہری توجہ پیدا ہوگئی ہے -

پروفیسر کارویتھہ رید ایک ماوراء طبیعی (Metaphysician) ہیں - یعنی انکا موضوع بحث وفکر مسائل ما وراء الطبیعیات ہوا کرتے ہیں - فطرۃ ( نیچر ) کے ماوراء الطبیعی مسائل پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جسکا نام " میٹافزکس آف نیچر " ہے -

وہ کہتے ہیں کہ علمی دنیا میں سالہا سال سے کوئی کام اس قدر اہم نہیں ہوا ہے جیسا کہ اس ہندوستانی عالم نے کیا - انکی راے میں یورپ کے موجودہ فلسفیانہ خیالات پر اس انکشاف کا نہایت گہرا اثر پڑیگا - اور اب تک ہم جس نظر سے ذی روح اشیاء کو دیکھتے آئے ہیں' اسمیں یقیناً بہت کچھہ تغیر ہو جائیگا -

مسٹر آرتھر بالفور بھی پروفیسر بوس کے نظریہ سے بہت متاثر ہیں - اور انکی پرائیویٹ تجربہ گاہ میں کئی بار آچکے ہیں پروفیسر نے انکو درختونکی زود رنجی اور چڑ چڑے پن کے متعلق جو تجارب دکھلاے' انمیں انہوں نے نہایت گہری دلچسپی لی - مسٹر بالفور کو حیرت ہے کہ یہ نظریہ علماے وظائف الاعضاء کے لیے کسقدر اہم و عظیم الاثر ہے !

# ادبیات

# آثار علمیہ خطیہ

## مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

شب وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ
ہوا ہے موجب آرام جان و تن تکیہ
خراج بادشہ چین سے کیوں نہ مانگوں آج ؟
کہ بنگیا ہے خم جعد پرشکن تکیہ
بنا ہے تختہ گلہاے یاسمین بستر
ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ
فروغ حسن سے روشن ہے خوابگاہ تمام
جو رخت خواب ہے پرویں' تو ہے پرن تکیہ

### قطعہ

مزا ملے کہو کیا خاک ساتھہ سونے کا ؟
رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ
اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر
اٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن تکیہ
ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب
اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ
بضرب تیشہ وہ اس واسطے ہلاک ہوا
کہ ضرب تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ
یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ صبح ہونے تک
رکھو نہ شمع پر اے اہل انجمن تکیہ
اگرچہ پھینکدیا تم نے دور سے لیکن
اٹھاے کیونکہ یہ رنجور خستہ تن تکیہ
غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو
ہوئی ہے اسکو میری نعش بے کفن تکیہ
شب فراق میں یہ حال ہے اذیت کا
کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے من تکیہ
روا رکھو نہ رکھو تھا جو لفظ " تکیہ کلام "
اب اسکو کہتے ہیں اہل سخن " سخن تکیہ "
ہم اور تم فلک پیر جسکو کہتے ہیں
فقیر غالب مسکین کا ہے کہن تکیہ

( مسٹر بوس کا کارنامہ )

یہ مضمون ہم نے صرف اسلیے اس اشاعت میں شائع کیا تاکہ پروفیسر بوس ایک سرسری تعارف الہلال کے حلقۂ مطالعہ سے ہوجاے - ورنہ اصلی موضوع بحث پروفیسر موصوف کی تحقیقات و انکشافات کی تشریح ہے اور اسکا باتصویر سلسلہ آئندہ اشاعت سے شروع ہوگا -

## شذرات علمیہ

### کوا پریٹو سوسائٹی

شکر ہے کہ کوا پریٹو سوسائٹی کی تحریک ہندوستان میں آگے بڑھہی ہے اگرچہ رفتار افسوسناک طور پر سست ہے - اس تحریک کے آغاز کو دس سال ہوگئے - اسوقت کل ۲۰ ہزار سوسائٹیاں ہیں' اور انکے ممبروں کی تعداد قریباً ۷ لاکھہ - کار و بار میں لگے ہوے سرمایہ کی مقدار ٥ کرور ہے -

یہ نظام اعانت ہندوستان کے علاوہ مصر جرمنی' اور اطالیا میں بھی رائج ہے - مصر میں ہندوستان کے بعد اور اسی کے نمونہ پر روشناس کیا گیا' اسلیے اسکے نتایج قابل ذکر نہیں - البتہ اطالیا اور جرمنی کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زراعتی آبادی میں سے میں ہر ۲۰ ہزار کے لیے اطالیا میں ١٥ اور جرمنی میں ٥٣' ہیں مگر بدبخت ہندوستان میں صرف " ایک " !

اسکی وجہ کچھہ تو اس تحریک کی نو عمری اور زیادہ تر ملک کی وسعت' جہل استیلاء' اور تعلیمافتہ طبقہ کی اقتصادی اور اجتماعی تحریکوں سے غفلت و بے رغبتی ہے

### دول یورپ اور فوج

آیندہ سال امن کی حالت میں جرمن فوج کی اصل تعداد ۸ لاکھہ ۷۰ ہزار ہوگی لیکن جنگ کے زمانہ میں ٥٤ لاکھہ تربیت یافتہ اشخاص کی خدمت حاصل کرسکیگی باایں ہمہ فوجی حلقوں میں مزید اضافہ کی فرمایش ہورہی ہے جرمنی کو دیکھکر فرانس نے بھی اپنی فوج میں معقول اضافہ کرلیا ہے مگر وہ اضافہ کے بعد بھی جرمنی سے بہت کم ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ فرانس جرمنی کے برابر فوجی مصارف کا متحمل نہیں ہوسکتا یہی سبب ہے کہ وہ اپنے حلیفوں کی طرف اعانت طلب نظروں سے دیکھرہا ہے -

روس بھی اپنے فوج میں اضافہ کا انتظام کررہا ہے جسکی تعداد ۴ لاکھہ ٥٠ ہزار ہوگی سب ملاکر امن کی حالت میں روسی فوج کی تعداد ١٧ لاکھہ ہے - گویا جرمنی سے کوئی سہ چند -

لیکن سچ یہ ہے کہ جرمنی کو اس نئے معمولی اضافہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا - کیونکہ اب بھی مفاہمت ثلاثہ کی فوجی طاقت اتحاد ثلاثہ کی فوجی طاقت سے بہت زیادہ ہے -

# مطبوعات جدیده

## تاریخ استقلال آئرلینڈ کی ایک عشق آمیــــز داستان

مسٹر ارشي

مسز ارشي

## چـــارلس اسٹــوارٹ پـــارنــل

( ایک پــولیٹکل لیڈر اپنے عشق و محبت کی زندگی میں ! )

آجکل آئرلینڈ کي آزادي و استقلال کي تحریک اپني آخرین منزلوں سے گذر رهي هے - اس موقعه پر اگر اس تحریک کے ایک مشهور لیڈر کا تذکرہ کیا جاے تو غالباً وقت اور موسم کے خلاف صحبت نه هوگي - علی الخصوص ایسي حالت میں که اسکے اندر انساني حیات کے بہت سے دلچسپ اور مطالعه طلب اسرار کا انکشاف هو !

* * *

اس تحریک کے مشهور لیڈروں میں ایک جانباز شخص " چارلس اسٹوارٹ پارنل " تها - اس نے مسٹر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں بے انتہا شہرت حاصل کي جبکه وه آئرلینڈ کا " هوم رول بل " ترتیب دے رهے تهے - موجوده تحریک کي زندگي اسي کي جانفروشیوں کا نتیجه هے -

آئرش تحریک کے تمام هوا خواهوں میں اسکي پرستش کي جاتي تهي اور تمام قوم اسکي مطیع و منقاد تهي !

* * *

لیکن اسکے بعد کچهه ایسے واقعات پیش آگئے جنکي وجه سے پارنل یکایک نظروں سے گر گیا ' اور خود اسنے بهي محسوس کیا که اسکي عملي قوت شکست کهاکے اسے چهوڑنا چاهتي هے -

پبلک اس سے بدظن هوگئي ' عزت و اطاعت کي جگه حقارت و تذلیل کے ساتهه اسکا ذکر هونے لگا - خود انهي لوگوں نے ساتهه چهوڑ دیا جنکے استقلال کیلیے اس نے اپني زندگي خطرات و مهالک میں ڈالدي تهي - نتیجه یه نکلا که آئرلینڈ کا مسئله کامیابي سے قریب تر هوکر پهر گر گیا ' اور آئرش تحریک بیس سال کیلیے پیچهے رهگئي - یه مسلم هے که اگر مسٹر پارنل کو اسکي قوم نے چهوڑ نه دیا هوتا تو آئرلینڈ کي موجوده حالت ابسے ایک چوتهائي صدي پہلے هورهتي -

* * *

یه انقلاب جو ایک محبوب القلـوب اور پر عظمت و رفعت زندگي میں هوا اور جس سے آفتاب شہرت کو عین نصف النهار کے وقت گہن لگ گیا ' اسکي علة صرف ایک عورت کي نگه ساحر کي افسوں طرازي تهي ' جسکے آگے آئرلینڈ کو استقـلال دلانے والے دماغ نے اپنے تئیں بالکل بیدست و پا پایا ' اور همت و عزائم کے جس تاج و تخت کو حکومت کي سطوت و هیبت مرعوب نہیں کرسکتي تهي ' وه ایک متبسم چہرے ' ایک شگفته چشم و ابرو ' ایک پر از عشق نگه ناز ' اور ایک دلستاں و شکیب ربا صداے مترنم کے آگے اضطراب و تزلزل سے کانپنے لگا !

اس عورت کا نام " مسز ارشي " تها - مسٹر ارشي ممبر پارلیمنٹ کي بیوي تهي مگر پارنل کے لیئے اس نے اپنے شوهر کو چهوڑ دیا ' اور جب عرصے تک خفیه تعلقات رهچکے تو طلاق لیکر صرف اسي کي هوگئي - یه حالات جب مشهور هوے تو لوگوں کو سخت افسوس هوا اور افسوس نفرت و حقارت بنکر یکایک تمام ملک میں پهیل گئي !

حال میں خود " مسز ارشي " نے ایک نہایت دلچسپ کتاب مسٹر پارنل کے متعلق شائع کي هے جسکا نام " پارنل ' اسکے عشق کا افسانه ' اور اسکي سیاسی زندگي " هے - یه کتاب نہایت دلچسپ هے - علی الخصوص اس لیے که گویا ایک صید و نخچیر کي سرگذشت هے جو خود صیاد کي زبان سے نکلي هے - اور اس خصوصیت کے اعتبار سے شاید اپنے رنگ میں ایک هي کتاب هے -

فرهاد و شریں ' لیلي و مجنوں ' جمیل و سلمی ' اور قیس و لبنی کا عہد گیا :

دور مجنوں گذشت و نوبت ما ست !

اب اس عہد کے مجنوں و فرهاد مسٹر پارنل جیسے عشاق هیں ' اور لیلي و شیریں کا حجلۂ حسن مسز ارشي جیسي نکته شناس اور دلتاب طراز فتنه گروں کو ملا هے - پہلے عشق کي داستانیں صرف زبان عشق هي سے سني جاتي تهیں - اب زبان حسن انکي ترجماني کریگي - یه گویا فرهاد کي سوانح عمري هے جو اس عہد کے شیریں کے قلم سے نکلي هے !

یا رب ایں آشناے کسے نکته داں میاد !

* * *

سب سے بڑي خصوصیت جو اس سوانح عمري میں هے ' وه ایک سیاسي زندگي کا حیات عشقیه سے آمیز هونا هے - اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که حسن و عشق کي خود فراموشانه صحبتوں میں آکر ایک پولیٹکل لیڈر کا کیا حال هوتا هے ؟

بظاهر یه دونوں چیزیں متضاد نظر آتي هیں مگر حقیقت میں سرچشمه دونوں کا ایک هي هے - ایک نه هو جب بهي عشق کي روح تو وه جوهر حیات هے جو هر جسم کو زنده کردیتا هے :

یکے کنزا ست بدار الشفاء میکده ها
ز هر مرض که بنالد کسے شراب دهند !

کرامویل نے بهي محبت کے نمود کي تقدیس کي ' اور اٹلي کے پاک نژاد " میزیني " کي نسبت بهي کہا جاتا هے که ایک زلف صد کمند تهي ' جسکي لٹوں میں کبهي کبهي اسکي بے مہر انگلیاں محبت سے شانه کیا کرتي تهیں - نپولین جب ماسکو کو تباه کرکے واپس آ رها تها تو اس نے کہا : " میں عشق سے انکار نہیں کرتا ! "

لیکن پارنل کي مصیبت دوسري قسم کي تهي - وه گر کر اٹهه نه سکا حالانکه

مسٹر اسٹوارٹ پارنل

جو کرکے اُٹھتے هیں وہ انسے زیادہ بے خطر دوڑتے هیں جنهیں راہ کي ٹهوکروں کي خبر نہیں -

وہ همیشه کیلیے بندھگیا - یهي حمله کیوپڈ کا نا قابل دفاع هوتا هے ' حالانکه جنگل کي عورتوں نے اسے پہلي مرتبه دیکھکر کہا تھا : " تو اپنی کمان کھینچ مگر زنجیر سے کام نہ لے " (۱)

عشق چون برسر کسی حملهٔ بیداد آرد
ارلش قـوت بگـــریختن از پا بررد

* * *

" کریفک " لندن کے مشہور انتقاد نگار مسٹر فلپ گیس نے اس کتاب پر نہایت دلچسپ ریویو لکھا هے اور بعض قابل غور اقتباسات پیش کیے هیں - هم اسکا خلاصه درج کرتے هیں :

" پارنل " اپنے رقت میں آئرش تحریک کا سب سے بڑا لیڈر تھا - اسوقت کسي کو اسکا رهم بھي نہیں هوسکتا تھا که وہ ایک عورت کے لیے تمام دنیا کو کهو بیٹھیگا ؟ یا یه که ایک قوم جو انتہائي قانون شکني کے لیے اٹھي هے' اپني قومي قسمت کے ایک نہایت هي نازک رقت میں اپنے ایک هي لیڈر کو صرف اسلیے چھوڑ دیگي که اس نے ضابطه اخلاق کي خلاف ورزي کي تھي ؟

مگر ایسا هي هوا - پارنل سے لغزش هوگئي - عشق کے حملے کو وہ نہ روک سکا - اسکے متبعین نے اسکا ساتھه چھوڑ دیا - نتیجه یه نکلا که آئرش تحریک کم از کم بیس سال پیچھے هٹگئي -

مسز " اوشے " هي وہ عورت هے جسکے لیے پارنل نے اپنا مستقبل بر باد کیا ' اسلیے اسکے اس قول کو ضرور باور کیا جاسکتا هے که وہ ( یعني مسیز اوشے ) " پارنل کي روح کے خلوتکدوں میں اسکي پیچیدہ تاریکیوں اور نظر خیرہ کن روشنیوں کے بارجود داخل هوئي " -

پارنل ایک دراز قامت ' عمیق و سنجیدہ چشم ' مسرور مگر خوشنما چہرہ انسان تھا - تعجب یه هے که جب وہ ان لوگوں سے ملتا تھا جن کو اس سے همیشه سابقه پڑتا تھا ' تو اسوقت بھي وہ معمولي انسان نہیں معلوم هوتا تھا !

اسمیں اپنے انگریزي آبا و اجداد کي نخوت اور مغرورانه کم سخني تھي جسکي تائید اسکے حیاء پرور اور ذکي الحس مزاج سے هوتي تھي' لیکن ساتھه هي اسکے کریکٹر میں چڑایچڑا بھي انداز تھا - آئرش قوم کي روح پوري طرح اسمیں موجود تھي - اسکي گہري اداسي' اسکي وهم پرستي ' اُسکا انسانوں کا سا اندر هي اندر سالگنے والا جذبه کیسا عجیب تھا ! وہ رومن کیتھولک نہ تھا ' مگر انکی اسرار پرستي کي هوا اسے لگ گئی تھي - تاهم وہ انکے عقائد سے اتفاق نہ کر سکا -

مسز اوشي لکھتي هیں : " اسکا ( پارنل کا ) ارادہ سخت خود مختار تھا - وہ جب ایک دفعه کسی کام کا ارادہ کر لیتا تو پھر نہ کسی کو اسمیں مداخلت کرنے دیتا تھا ' اور نہ کسي شے کو اپني راہ میں حائل هونے دیتا "

مسز مذکور بتلاتي هیں که " جب اسکي جماعت میں سے کوئی شخص اسے روکتا تھا ' تو وہ کس طرح خوفناک سفید هو جاتا تھا ؟ اور کس طرح اس شخص کو اپني جماعت سے ایک ایسي خاموشي اور سرد مهري کے ساتھه نکالدیتا جو اسکے ارادہ کي اندیشیدہ مخالفت سے پیدا هوتي "

اسکا قول تھا که " جب تک میں لیڈر هوں ' لوگ میرے آلات اور اوزار هیں - اگر انہیں یه منظور نہیں تو چلے جائیں " اس نے بیرحمي سے ان " آلات " کو اپني خطرناک سرد طاقت سے ڈهال کے سد راہ هونے اور ڈرانے کا وہ معرکه شروع کیا جو انگریزي ارباب سیاست کے لیے ایک " خواب پریشان " هوگیا -

لیکن یه اتفاق دیکھو که جب وہ اپنے سے باهر اس طرح محشر بپا کر رها تھا تو خود اپنے اندر عشق کا شکار هوگیا - اسي کي داستان الم کا دفتر کیتھرائن اوشي نے اپني کتاب میں کھولا هے -

پہلے کیتھرائن کیپٹن اوشي آئرش ممبر پارلیمنٹ کي بیوي تھي - اس نے پارنل' بہت لمبے ' دبلے ' اور خوفناک زرد رو پارنل کو سب سے پہلے " پیلس یارڈ " میں دیکھا - وہ لکھتي هے :

" اس نے ( پارنل نے ) ایک تبسم کے ساتھه میري طرف سیدھي نظروں سے دیکھا - اسکی شعله فشاں آنکھوں نے کچھه ایسے حیرت انگیز شوق کے ساتھه دیکھاتھا که معا میرے دماغ میں اسکي عجیب هستي کا تصور پیدا هوگیا - میں نے خیال کیا یه شخص عجیب و غریب اور مختلف قسم کا هے "

اسي رقت سے یه معلوم هونے لگا که ان دونوں میں بہت گہري ملاقات هوگئی هے - اسکے بعد هی باقاعدہ مگر مخفي خط و کتابت بھي شروع هوگئي -

سنه ۱۸۸۰ع میں جب پارنل کو خوف پیدا هوا که اسے بغاوت کے جرم میں گرفتار کرلیا جائیگا ' تو وہ ایک دن شب کو مسز اوشي کے مکان پر آیا اور اُس سے اپنے تئیں چھپانے کي فرمایش کي -

پارنل مسز اوشی کے ڈریسنگ روم میں دو هفته تک چھپا رها - مکان والوں میں سے کسي کو اسکي خبر نہ هوئي - البته نوکروں نے صرف اسقدر کہا که " بیوي (مسٹریس) پہلے جسقدر گوشت کھاتي تھیں - اب ڈریسینگ روم میں اس سے زیادہ کھانے لگي هیں ! "

مسز اوشے کے یہاں سے جب پارنل جانے لگا تو اس نے تمام سیاسي مراسلات مسز اوشي کے حوالے کردیے مسز اوشي نے ایک مجوف کنگن بنوایا اور اسمیں ان مراسلات میں سے دو مراسلتوں کو جو خاص طور پر اهم اور خطرناک تھیں' رکھکر اپنے بازو پر پہن لیا - یه کنگن اسیطرح تین برس تک اسکے بازو پر بندھے رهے -

مسز اوشے پارنل کے تمام رازوں کي محرم تھي - یه اسي کا مکان تھا جہاں پارنل اپني جماعت کے جلسوں کو چھوڑ کے آ جایا کرتا تھا ' اور گھنٹوں اس عجیب عورت کے ساتھه بیٹھا رهتا تھا جسکو وہ اپني زبان میں " ملکه " کہا تھا وہ بھي اسے اپنا " بادشاہ " کہتي تھي !

بارها ایسا هوا که وہ نہایت اهم جلسوں میں صرف اسلیے نہ جا سکا که اسکي " دلربا ملکه " نے اسے اجازت نہ دي - آہ ! وہ کس قدر ظالم تھي جبکه اس انسان کو روک رهی تھی ' جسکے جانے پر ایک پورے ملک کے مستقبل استقلال کا دار و مدار تھا !

مسز اوشي جب کبھي اسے لعنت و ملامت کرتي تو وہ همیشه یه جواب دیتا که ملکه ! تم آئین بادشاهت سے واقف نہیں " نه کبھي وجه بیان کرے اور نہ کبھي معذرت کرے " !

اسکے ساتھه هي همسکے ( جو اسکے لیے عام طور پر ایک نادرالوقوع امر تھا ) ان الفاظ کا اضافه کردیتا : " اگر میں معذرت کي انساني کمزوري سے بالاتر نہ هوتا تو اپني جماعت کو قائم نہ رکھسکتا "

اس قصه کا وہ حصه بہت دلچسپ هے جہاں مسز اوشي نے یه بتایا هے که وہ کیونکر پارنل اور گلیڈسٹون میں ایک متوسط کي حیثیت سے کام کیا کرتي تھي اور اس طرح حسن و عشق سیاست' اور قومي تحریک کا نامه بر تھا ؟

مسز اوشي کا دعوا هے که اِس محبت کے بارے میں وہ پارنل کو (جس نے اپني تمام عمر ایک عورت کے لیے خطرہ میں ڈالدي) اور اپنے آپ کو (جس نے اپنے جاں نثار عاشق کے لیے شریف شوهر سے بیوفائي کي ) هرگز مجرم نہیں سمجھتي - اور وہ ان لوگوں کے نفاق کو سخت نفرت کي نگاہ سے دیکھتی هے جو اس قصه کے طشت ازبام هونے اور طلاق کے منظور هونے کے بعد ان دونوں کي محبت کو برا کہتے هیں - حالانکه وہ اس سے پہلے بھی انکے باهمي تعلقات [illegible]

---

( ۱ ) یوناني علم الاصنام میں کیوپڈ عشق کا دیوتا هے جسکے هاتھه میں عشق کا تیر و کمان هے - ایک منظر میں دکھلایا هے کیا که صحرا میں حسین عورتوں نے سب سے پہلے اُسے دیکھا اور فریاد کي که کمان کھینچ مگر زنجیر سے کام نہ لے -

# آثار عتیقه

اس صفحه میں پانچ تصویریں آپکے سامنے هیں - سر صفحه کي دو تصویریں عمر سري بک اور نجم الدین بک دو مشهور عثماني ماهرین فن آثار کي هیں ' جنکي زیر ادارت آثار عتیقۂ عثمانیه کا صیغه قائم هوا هے اور جس کا دارهم " آثار قرنیه" کے عنوان سے کسي گذشته اشاعت میں کر چکے هیں -

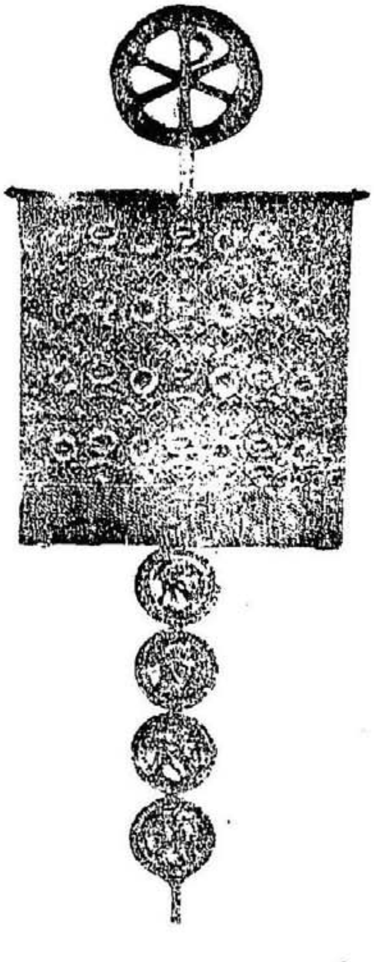

آثار عتیقه کے اجتماع کے لحاظ سے دنیا میں کوئي حکومت دولت عثمانیه سے بڑهکر صاحب خزائن و اموال نهیں - یونان ' روم ' مصر ' کالدیا ' بابل ' یمن ' جو قدیم تمدن کا منبع تهے ' اسي کے زیر حکومت آے ' اور خود اپنا تخت خلافت بهي اس نے ایک ایسے شهر میں بچها یا جو یوناني و روماني تهذیب کا آخري سرچشمه تها -

اسي طرح تاریخ اسلام کے تمام آثار و نوادر بهي اسي کے قبضے میں آئے - علی الخصوص قرون متوسطه و اخیرهٔ اسلامیه کا تمام عهد اسکي آنکهوں کے سامنے گذرا -

پس اگر وہ اپني اس دولت کي قدر پهچانتي اور اُسے محفوظ رکهتي تو آج یورپ کے بڑے بڑے عجائب خانوں کے تمام خزائن علمیه صرف اسي کے قبضه میں هوتے -

حال میں دولة عثمانیه نے آثار و نفائس کے حفظ و جمع پر توجه کي هے اور متعدد صیغے باقاعده کهل گئے هیں - ازانجمله ایک صیغه خالص " آثار عثمانیه " کا هے جسمیں خاندان عثماني کے آثار اوائل عهد سے لیکر اس وقت تک کے یکجا کردیے هیں -

آخر صفحه کي دونوں تصویریں اسي صیغے کا ایک قیمتي مرقع هے جو سلطان محمد فاتح کے عهد میں مصورین عجم نے طیار کیا تها - اسمیں دو محاربه اور رقاصه عورتوں کي تصویریں دکهلائي هیں جن سے اس زمانه کے لباس اور طرز و شباهت کے متعلق دلچسپ تاریخي معلومات حاصل هوتي هیں

( شاہ قسطنطین کا علم )

وسط صفحه میں مشهور شاہ قسطنطین (جسکے نام سے قسطنطنیه آباد هوا ) کے علم کي تصویر هے - جرمني کے مشهور اثري ( ارکیا لوجسٹ ) ولپرٹ ( Wilpert ) نے جب اس علم کے متعلق اپني تحقیقات کي اطلاع قیصر جرمني کو دی تو قیصر نے میریا لاش ( Marialaach ) کے پادریوں کو حکم دیا که اس کي جسقدر صحیح سے صحیح نقل ممکن هو تیار کردیں - پادریوں نے تعمیل ارشاد میں علم کے متعلق ان بیانات سے بهي مدد لی جو مشهور اسرائیلی مورخ یوسیفوس نے لکهے هیں - وہ لکهتا هے که متقاطع سوراخ میں روایل ورف کا ( ایک قسم کا کپڑا هوتا هے ) ایک ٹکرا لگایا گیا هے اور وہ نهایت درخشاں جواهر سے مرصع اور طلائي تاروں سے زرکار هے اس مرصع کاري و زرکاري سے نظاروں کے لیے ایک عجیب و غریب خوشنما منظر پیدا هوگیا هے - اس کا طول و عرض برابر هے -

اس نقل میں تین میٹر کا ایک نیزه بنایا گیا هے - نیزه پر طلائي پتر منڈها هوا هے - لارل ایک قسم کا درخت هوتا هے - اسکا طلائي هار بنا کر وسط میں شاہ قسطنطین کے نام کا طغرا I T X نقش کیا هے - طغرا اور هار دونوں بیش بها جواهرات سے آراسته هیں -

متقاطع نیزے سے قدیم وضع کي رشم کا پرچم آویزاں دیا گیا هے اسپر زر خالص کي جالی هے اور اسکے هر حلقه میں نهایت قیمتي جواهر لٹکائے گئے هیں -

پرچم کے نیچے ایک طلائي جهالر هے جهالر کے بعد تین تمغے هیں - ایک خود قسطنطین اعظم کا هے اور بقیه اسکے تین جانشیں لڑکوں کے جنکے نام یه هیں - قسطنطین ' قسطنطیاس ' قسطیدس

یه علم میریالاش کي خانقاہ ( ادبی ) کي طرف سے قیصر جرمني کي خدمت میں ۲۶ جنوري کو ایک خاص دربار میں پیش کیا گیا تها - اسکے دوسرے دن قیصر کي سالگرہ تهی اسی سالگرہ کے روز اُسے شاهي عبادتکده میں ممبر کے متصل نصب کر دیا گیا -

سلطان محمد فاتح آٹهویں صدي هجري میں اس علم و صاحب علم کے تخت کا مالک هوا اور الحمد لله که ابتک صلیب کي یه قدیمي متاع فرزندان توحید سے واپس نهیں لي جاسکي هے -

# مراسلات

## دولۃ عثمانیۃ کا مستقبل

### اور تعلیم و تربیت و نظام عمومی

حضرت مولانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ - جب خالد خلیل بے بمبئي میں تشریف فرما تھے تو میں نے اونکی خدمت میں چند خیالات ظاهر کرنے چاهے تھے ' مگر افسوس که وه یہاں سے چلے گئے اور مجهکو وقت نه ملا که اپنا اراده پورا کرسکتا -

اسمیں کچهه شبه نہیں که نصراني یورپ اس باقي مانده اسلامي سلطنت ترکي کي تباهي کے درپے ھے اور انساني قوموں کي رفتار پر غور کرنے سے یه نتیجه نکلتا ھے که بفرض محال اگر ترکي کي اسلامي رعایا میں وہ جوش پیدا بھي هوجاے ' جو قرون اولی کے مسلمانوں میں تھا یا اب جاپان میں ھے ' تو بھي انکا ترقي کرکے کسي ایک نصراني سلطنت کے هم پله هونا بھي ممکن نہیں -

یه سب کچهه تسلیم کرنے کے بعد بھي دل محض سکوت اور خاموشي پر مائل نہیں هوتا - میرا یه عقیده ھے که اسلام کا دار مدار صرف اب ترکي تلوارهي پر ھے - اگر خدا نخواسته ترکي نہیں تو مسلمانوں کا بھي خاتمه ھے - یہودي سلطنت کهوکر تاجر بن گئے ' مگر بدبخت مسلمانوں میں تو یه ماده بھي نہیں اور نه هوسکتا ھے که وه بنیے بقال بن جائیں - پس همکو اس پرچم اسلام کي حفاظت کے لیے جو کچهه هوسکے کرنا چاهیے ' اگرچه موجوده علائق کي بیڑیوں کي وجه سے هماري کوشش کا دائره کتنا هي محدود اور تنگ کیوں نه هو -

میں نے آپکي خدمت میں پہلے بھي لکها تها که خدام کعبه کي تحریک ایک اصلي اور بهترین تجویز ھے ' بشرطیکه اسکو صحیح اصول اور غیر متزلزل دیانت کے ساتهه چلایا جاے - میں یه هرگز نہیں کہتا که خدا نخواسته بانیان خدام کعبه کي دیانت مشتبه ھے مگر جبتک که روپیه کا انتظام اس سے بھي زیاده باقاعده نه هو جیسا که اب ھے ' پبلک کو اطمینان نہیں هوسکتا ' اور اگر ایسا هي هو جاے تو پهر دیگر عوائق کے پیش آنے کا احتمال ھے جسکو یه جماعت ابھي سے محسوس کررهي ھے - خیر ' یه تو بیروني مساعي هیں مگر حقیقت یه ھے که جبتک اندروني کوششیں نہونگي اسوقت تک ترکي کي موجوده حالت قائم رهتے نظر نہیں آتي - حکومت کا انتظام بالکل ناقص ھے جسکي وجه کارکن اشخاص اور حکام کي نالائقي ھے - سول سروس باقاعده نہیں - مشرقي اصول پر با اثر وزرا کے متوسلین اور رشته دار عہدوں پر مامور هیں ' اور چونکه ایسے اشخاص عموماً نا قابل هوا کرتے هیں اسلیے اپنے فرائض منصبي کو وه ادا نہیں کرتے ' جسکا نتیجه یه ھے که اجنبي نصاری کو دخل دینا کا موقع ملتا ھے - اسکے انسداد کے لیے میں ایک تجویز پیش کرتا هوں :

قسطنطنیه میں ایک کالج قائم کیا جاے ' یا یوں کہیے که امتحان کا ایک بورڈ هو ' اور اسمیں کل عثماني رعایا کے اشخاص مقابلہ کا امتحان دیسکیں ' اور امتحان میں کامیاب هوکر سول سروس کے ادنی درجه سے ترقي کریں - انکے سوا کسي کو سول کے عہدے نه دیے جائیں - انکے واسطے ایک یورپین زبان مثلاً انگریزي یا جرمن وغیره لازمي هو - اسکے علاوه انکے نصاب میں یوروپین قانون ' قانون بین الاقوام ' قران شریف مع ترجمه ترکي ' فقه کا وه حصه جو معاملات سے متعلق ھے ' اور عربي علم ادب هو - گهوڑے کي سواري اور امتحان صحت هي کیا جاے جسے یورپ کے تعلیم یافته تین مسلمان ڈاکٹر کیا کریں - اس امتحان میں کامیاب هونے کے بعد ان امید واروں کو تنخواه ملني شروع هوجاني چاهیے جو مقدار میں بہت کم هو مگر ضروري مصارف کے لیے کافي هو - پهر ان سے کہا جاے که جس ملک کي زبان انہوں نے امتحان میں لي هو ' اوسي ملک میں ایک سال تک رهکر وهاںکا قانون اور عدالتوںکي عملي کارروائي کا مطالعه کریں - اسکے بعد ایک سال کیلیے وه هندوستان میں آکر کسي ضلع میں بطور آنریري مجسٹریٹ کام کا تجربه حاصل کریں - اردو زبان چنداں مشکل نہیں - دو تین مہینے میں سیکهي جا سکتي ھے - البته لکهنا مشکل ھے ' لیکن آنریري مجسٹریٹ کو اپني هي قلم سے لکهنا ضروري نہیں ھے - اسکے بعد وه اپنے ملک میں جاکر کام کریں - اکیس برس سے کم عمر کا آدمي امتحان مقابله میں شریک نہوسکے ' اور ۲۳ سال سے زیاده عمر کا آدمي نه لیا جاے - دو سال تجربه کے لیے کافي هونگے - هاں ریاضي انٹرنس کے درجه تک کے لازمي کیجائے - اگر ترک ایسا کوئي انتظام کرسکیں تو میں یقین کامل رکهتا هوں که نه تو یورپ سے انسپکٹر لینے کي ضرورت اونکو پیش آئیگي اور نه وه عہده دار ونکے لیے بهیک مانگتي پهریگي - اس امتحان میں هندوستان اور کابل کے مسلمانوں کو بھي شامل هونے کي اجازت دیجاے ' بشرطیکه وه ترکي زبان میں مہارت حاصل کرلیں ' اور پندره برس کي عمر سے اکیس سال کي عمر تک سلطنت عثمانیه کے حدود میں سکونت رکهیں -

دوسرا اهم مسئله ترقي تجارت کا ھے ' اور شاید اس سے بھي زیاده مشکل ھے ' کیونکه بلاد عثمانیه کے نصاری یورپ کي خاص ملک ھے - اور اسکو آپ سے زیاده غالباً کوئي هندوستان میں نہیں سمجهه سکتا ' مگر پهر بھي ایشیاے کوچک میں ترقي تجارت کے وه موقع هیں جو شاید اور کسي یورپ کے ملک میں نہوں - کتني بڑي شرم کي بات ھے که ابتک ترکي ٹوپیاں ترکي میں نہیں بن سکتي تهیں - اب کچهه کارخانے کهلے هیں - لیکن سوتي اور اوني کپڑا اب بھي وهاں مطلق نہیں بنتا - اسکے لیے جائنٹ سٹاک کمپني کے طریق پر جا بجا ایشیاے کوچک میں با قاعده طور پر کارخانے کهولنے چاهئیں ' اور قبل اسکے که ایسے کارخانے جاري کیے جائیں ' تین اشخاص کو جنمیں سے ایک مصري تاجر ضرور هي هو ' هندوستان میں آکر کانپور ' بمبئي ' دهر یوال ' اور کلکته میں اس قسم کے کارخانوں کا مطالعه اور معاینه کرنا چاهیے ' اور انتظام کا طرز دیکهنا چاهیے - ان کارخانوں کے منیجر ابتداً جرمن اور انگریز بنائے جاسکتے هیں ' لیکن اگر روپیه عثماني هو تو مالک کارخانه صرف مسلمان هو یا عثماني رعایا هو - اجنبي نصرانیونکو حصے بھي نه دیے جائیں - یه کپڑا اگر معمولي قیمت پر هندوستان میں آئیگا ' تو لاکهوں مسلمان بڑي خوشي خرید لینگے ' اور اوسکو زیب تن کرنا موجب فخر سمجهینگے -

میں نے ایک کتاب میں پڑها ھے که جاپان کي ترقي کا بڑا محرک اسمائل کي کتاب سلف هلپ ' ڈیوٹي ' اور کیرکٹر ' ھے -

جاپان میں اس وقت کوئی گھر شاید مشکل سے ملے گا جسمیں یہ کتابیں بزبان انگریزي یا جاپاني موجود نہ ہوں - میں نے بھي ان کتابوں کو پڑھا ہے - في الحقیقت اگر ان کتابوں کا عام رواج ترکي میں ہوجاے تو ممکن ھي نہیں کہ انکا اثر نہ پڑے - گولڈن ڈیڈز (Golden Deeds) ایک اور کتاب ہے جسکا ترکي میں ترجمہ ہونا چاہیے - اگر ان کتابوں کا ترکي میں ترجمہ ہونے کا کوئي انتظام صورت پذیر ہو تو میں ایک مختصر رقم سو روپیہ کی اپنے پاس سے دینے کو آمادہ ہوں ( اسمائل کی تصنیفات کا ترجمہ ایسے پچیس برس پہلے ترکي میں ہو چکا ہے - اور اسکے علاوہ اور بھی صدہا مصنفات جدیدہ کا - تراجم کے اعتبار سے ترکی کا جو پایہ ہے اسپر جناب کی نظر نہیں - اصلی مرض صرف ڈیوٹی اور سلف ہلپ کے مطالعہ ھی سے دور نہیں ہوسکتا - الہلال )

ہر سال مکۂ معظمہ میں قرباني کي لاکھوں کھالیں ضائع ہوتي ہیں - اگر کوئي کھالونکے رنگنے کا کارخانہ خاص مکۂ معظمہ میں یورپین طریق پر جاري کیا جاے ' تو بلا مبالغہ لاکھوں ھي روپیہ کا نفع ہوسکتا ہے - اسکي طرف بھي سلطنت کو توجہ دلاني چاہیے - مگر اسکي بابت میں یہ عرض کرونگا کہ براے مہرباني کلکتہ کے کسي مسلمان سوداگر چرم کو مائل کریں کہ وہ مکۂ معظمہ میں ایک چرم سازي و دباغي کا کارخانہ کھولے -

آپکا خـــادم

محمد فضل متین

# الہــــلال :

آپکے خیالات نہایت قیمتي ہیں - کئي سال سے ان امور پر بذریعہ مراسلات طویلہ و مبسوطہ اولیاء حکومت کو توجہ دلا رہا ہوں - لیکن علم و تجارت سیکھنے کیلیے ترکونکو ہندوستان آنیکي دعوت دینے کي ضرورت نہیں - سول سروس کے امتحانات اور نظم تعلیم کے متعلق آپنے حکومت عثمانیہ کو جس قدر مفلس سمجھہ لیا ہے اس قدر نہیں ہے - ایک بہت بڑا سوال امن و فرصت اور صحیح العمل جماعت کا ہے -

# تاریخ حسیات اسلامیہ

## مسئلـــہ قیـــام الہـــلال

الہلال کي اشاعت نے مسلمانوں میں جو احساس مذہبي پیدا کردیا ہے وہ بلا شبہ بے نظیر ہے اور آسکے لیے آپ خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں - الہلال کا بند کرنا بلا شبہ مسلمانوں کے لیے سخت جانکاہ صدمہ ہوگا - خواہ آسکي قیمت میں اضافہ کرکے اور خواہ اشاعت میں ترقي کراکے لیکن براے خدا جاري رکھیں' اور آسکے بند کرنے کا خیال بھي دل میں نہ لائیں - یہ سچ ہے کہ ایسے عدیم المثال رسالہ کا جاري رکھنا بدون کافي سرمایہ یا ترقي تعداد اشاعت کے محال بلکہ ناممکن ہے - لیکن ہندوستان کے مسلمان تو دونوں باتوں پر راضي ہیں' پھر کیوں نہیں آپ اس کا ایک دفعہ فیصلہ کر دیتے؟ قیمت میں اگر اضافہ دس روپیہ سالانہ تک ہو جاے ' تو بمقابلہ حیثیت الہلال کے کچھہ زیادہ نہیں ہے - تعداد اشاعت میں ترقي کے لیے آپ جا بجا اسکے ایجنٹ مقرر فرمائیں - کم سے کم اگر دس ہزار کي اشاعت مستقل طور پر ہوجاوے تو پھر باطمینان یہ رسالہ اسي قیمت پر جاري رہ سکتا ہے -

خاکسار عطا محمد خان گورنمنٹ پنشنر امرتسر - کٹرہ اہلو والیہ نیو مارکٹ

---

تاریخ حسیات اسلامیہ کے عنوان سے جو خطوط شائع ہوتے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ خریدار پیدا کرنیکي کوشش جاري ہے - لیکن وہ رفتار جو الہلال جیسے ملی و قومي مصلح کے لیے ہوني چاہیے تھي نہیں ہے - اگر آنجناب اُن خریداروں کي تعداد بذریعہ الہلال ظاہر فرمادیتے جو ابتک ہوچکے ہیں' تو بقیہ کے لیے زیادہ جوش سے کوشش کیجاتي - چار خریدار حاضر خدمت ہیں -

نیاز مند رحیم حسین قدوائي - بارہ بنکی


## رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایۂ شکر گذری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملے نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پوسیڈیا اسپرٹ میں حل کئے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونۂ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پوسیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

## خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موج بوئے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی توجی حرکت شام و دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی کیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے

اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیاسلائی سے سمند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۸ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی) دہلی صدر دفتر دہلی

## بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی گرم عرق جلیں کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین جانفزا خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے اہل ذوق اور نازک دماغ اصحاب حکام - اطباء - ایڈیٹرز - مشاہیر وا کابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں

تاج افشرۂ تسنیم - فی شیشی ۱ر - تاج روح شمیم - فی شیشی ۱ر

تاج موج نسیم - فی شیشی ۱۲ر - علاوہ خرچ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی